REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود

POSTEL REGISTRATION NO. P.G.D.P-3.

جلد ۳۷

شمارہ ۲۲

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر

خورشید احمد انور

نائب:

قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ

سالانہ ۵۰ روپے

ششماہی ۲۵ روپے

ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۲۰۰ روپے

فی پرچہ ایک روپیہ

THE WEEKLY "BADR" QADIAN. 143516

(ہفت روزہ بدر قادیان)

۱۷ شوال ۱۴۰۸ ہجری | ۲ احسان ۱۳۶۷ ہش | ۲ جون ۱۹۸۸ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۔ ۲۹ ہجرت (مئی) سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ہفتہ زیر اشاعت کے دوران ملنے والی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور پر نور بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں اور دن رات مہمات دینیہ کے سرکرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں الحمد للہ احباب کرام بالالتزام اپنے دل و جان سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

٭ ۔ مقامی طور پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ اور جملہ درویشان کرام و احباب جماعت بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں الحمد للہ۔

٭ ۔ مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب درویش قادیان تین چار یوم سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ موصوف کی شفایابی کاملہ و عاجلہ کے لئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست ہے۔

سالار ضلع مرشد آباد میں سہ روزہ آل بنگال سالانہ کانفرنس

٭ جلسہ پیشوایان مذاہب اور جلسہ سیرت النبیؐ کا کامیاب انعقاد ٭ پانچ افراد کا قبول حق

٭ ۔ ذیلی مجالس کے سہ روزہ مشترکہ آل بنگال سالانہ اجتماعات ٭ اخبارات اور ریڈیو پر تشہیر

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج مغربی بنگال

خدا کے فضل سے سہ روزہ آل بنگال دسویں سالانہ کانفرنس مورخہ ۹ تا ۱۱ اپریل سالار ضلع مرشد آباد میں منعقد ہوئی ۹ اپریل کو بعد نماز مغرب جلسہ سیرت النبیؐ اور ۱۰ اپریل کو بعد نماز عصر جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد کیا گیا۔ دونوں جلسوں میں کثیر تعداد میں غیر احمدی و غیر مسلم احباب نے شرکت کی اسی کے ساتھ ۹ تا ۱۱ اپریل مشترکہ طور پر مجلس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کے سالانہ اجتماعات بھی منعقد ہوئے جن میں بنگال کی ۳۰ جماعتوں کے اڑھائی صد کے قریب نمائندگان نے شرکت کی اخبارات اور ریڈیو پر خاطر خواہ تشہیر ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تیاری کانفرنس اور تشہیر :۔ کانفرنس و اجتماعات کو کامیاب بنانے میں اگرچہ مالی تعاون کا کثیر حصہ جماعت احمدیہ کلکتہ کے مخلصین کا تھا۔ تاہم کانفرنس کے انعقاد کی زیادہ تر ذمہ داری نواحمدی جماعت پلکھنڈی حمید علی (سالار) پر تھی جس نے مکرم ابوالانصار صاحب صدر جماعت کی راہنمائی میں دن رات انتھک محنت اور کوشش کر کے سارے پروگرام کو کامیاب بنایا۔ نیز جماعت احمدیہ راسے گرام کے مکرم شمس الحق خان صاحب جن کی تبلیغ سے یہ مختصر جماعت قائم ہوئی ہے نے پورے علاقے میں مسلسل چار دن لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اور ہینڈ بل کے ذریعہ کانفرنس اور اجتماعات کی خوب تشہیر کی فجزاہم اللہ تعالیٰ خیراً کلکتہ سے دو ہزار ہینڈ بل و اشتہار اور دو صد دعوتی کارڈ شائع کر کے پورے علاقہ میں تقسیم کئے۔ محترم ماسٹر مشرق علی صاحب زعیم علاقائی نے اڑھائی صد پوسٹ کارڈ اپنے ہاتھ سے لکھ کر پورے بنگال میں بھجوائے۔ دو روز تک خبروں میں ریڈیو سے کانفرنس کے انعقاد کا بار بار اعلان ہوتا رہا اور بعد میں کثیر الاشاعت اردو۔ انگریزی اور بنگلہ اخبارات نے P.T.I کے حوالہ سے کانفرنس و اجتماعات کی تفصیلی خبر شائع کی۔

قبولیت دعا کا نشان :۔ بنگال میں عموماً اپریل کا موسم بڑا غیر یقینی ہوتا ہے۔ شدید گرمی کے بعد اچانک بارش اور طوفان آ جاتا ہے ان حالات میں مسلسل تین روز کھلے میدان میں جلسوں کا انعقاد ممکن نہ تھا۔ احباب جماعت کے مشورہ سے پنچایت کے فلڈ شیلٹر کی عمارت میں کانفرنس کرنے کے لئے فیصلہ کیا گیا۔ لیکن صدر صاحب پلکھنڈی فلڈ شیلٹر کے متعلقہ حکام سے کانفرنس کرنے کی اجازت چاہی تو سبھی نے انکار کر دیا کہ مذہبی جلسوں کے لئے یہ عمارت استعمال نہیں ہو سکتی اس امر کی اطلاع ملنے پر خاکسار اگلے روز کلکتہ سے سالار پہنچا۔ رات کو تمام احباب جماعت نے بڑی دعائیں کیں، اور دوسرے روز خاکسار اور محترم صدر صاحب سب سے پہلے پنچایت کے چیئرمین سے ملے بات شروع کرنے سے پہلے ہی موصوف نے ہماری آمد کے مقصد کو بھانپ کر از خود کہا کر آپ فلڈ شیلٹر میں بے شک کانفرنس کریں، کیونکہ آپ لوگ تو مذہبی ایکتا اور بھائی چارہ قائم کرنا چاہتے ہیں آج اسی چیز کی بہت ضرورت ہے۔ یہاں سے اُٹھ کر ۵ لاک صاحب سے ملے تو انہوں نے بھی بخوشی اجازت مرحمت فرما دی یہ اچانک تبدیلی محض دعا کا ثمرہ تھا خدا کے فضل سے تینوں روز غیر متوقع طور پر موسم بھی بے حد خوشگوار رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

جماعتی وفود کی آمد :۔ پروگرام کے مطابق مورخہ ۹ کو بعد دوپہر سے ہی بنگال کی مختلف جماعتوں سے وفود کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ بعض علاقوں سے دوسرے و تیسرے روز بھی نمائندے آتے رہے۔ مجموعی اعتبار سے انصار اللہ کے ۷۰ خدام الاحمدیہ کے ۱۰۷ اور اطفال الاحمدیہ کے ۵۰ اراکین نے شرکت کی علاوہ ازیں دور دور کی جماعتیں قریباً ۵۰ زیر تبلیغ غیر احمدی اور غیر مسلم افراد کو بھی اپنے ہمراہ لائیں جن میں سے خدا کے فضل سے پانچ افراد نے اسی موقعہ پر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت عطا فرمائے آمین۔

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم :۔ سالانہ کانفرنس کے سب سے پہلے (باقی ص ۱۲ پر)

میر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
۲ احسان ۱۳۶۷ ہش

مسیحی دنیا کے جدید مذہبی رجحانات

موجودہ عیسائیت کا اساسی محور یہ باطل اور سراسر مہمل الحاقی نظریہ ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام بنی آدم کے موروثی گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لئے صلیب کی لعنتی موت کو بطیب خاطر قبول کرنے کے تین دن بعد آسمان پر زندہ اٹھا لئے گئے اور یہ کہ آخری زمانہ میں آپ دوبارہ زمین پر نزول فرما ہوں گے۔ بقول خود ایشیا میں سب سے زیادہ چھپنے والا مقبول ترین مسیحی اخبار "ماہنامہ مسیحی دنیا" نئی دہلی مارچ ۱۹۸۸ء اس ادعا کی تائید میں رقمطراز ہے۔

"شروع سے ہی مسیحی دھرم اس بنیادی عقیدہ پر قائم ہے کہ خدا باپ نے انسان بنایا جو بھول کر گناہ میں پڑ گیا۔ گناہ کی مزدوری موت ہے لہذا انسان موت یعنی ہلاکت کا سزاوار ہو گیا۔ مگر چونکہ خدا باپ نے اسے بنایا تھا اور کوئی باپ اپنی اولاد کی ہلاکت نہیں چاہتا اس لئے .... کلام یعنی خدا مجسم ہوا۔ پاک کنواری مریم سے پیدا ہوا۔ انسان کے گناہوں کی خاطر صلیب پر اپنی جان فدیہ میں دی اور تیسرے دن موت پر فتح پاکر دوبارہ جی اٹھا اور بعد ازاں آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ اس پر ایمان لانے کے علاوہ مسیحی عقیدہ کے مطابق نجات کی کوئی اور راہ نہیں۔"

انسانی فہم و ادراک سے بالا اس باطل نظریہ کی بھول بھلیوں نے جہاں بہت سی غیر مسیحی اقوام کو اپنے دام فریب میں گرفتار کیا وہاں دنیائے عیسائیت کو بھی ایک نئی قوت اور غیر معمولی وسعت عطا کی جس کے بل بوتے پر ڈاکٹر جان ہنری بیروز جیسے نامی گرامی عیسائی مناد طمطراق کے ساتھ یہ دعوے کرنے لگے کہ دنیا کا آئندہ مذہب عیسائیت ہو گا نیز یہ کہ بڑے بڑے اسلامی مراکز بھی عنقریب عیسائیت کے زیر نگیں آجائیں گے۔ اہل کلیسا کے اس تعلّی آمیز دعوے کی بازگشت ہنوز جاری تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق کاسر صلیب سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی علیہ السلام کو تجدید و احیائے دین کے لئے مبعوث کیا اور آپ کو اس باطل نظریہ کی قلعی کھول دینے کے لئے ایک ایسا کارگر اور کامیاب ترین قرآنی حربہ عطا فرمایا جس نے آن کی آن میں قصر عیسائیت کی بنیادیں کھوکھلی کر دیں۔ آپ نے عقیدہ حیات مسیح کی تمام جزئیات پر منقولی اور معقولی بحث کرنے کے بعد مسلمانوں کو یہ تاکیدی نصیحت فرمائی:-

"ان کے مذہب (یعنی عیسائیت ناقل) کا ایک ہی ستون ہے اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اس ستون کو پاش پاش کرو۔ پھر نظر اٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دنیا میں کہاں ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۲۲۲ مطبوعہ ۱۳۰۸ ہجری)

نیز فرمایا:-

"وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔" (اشتہار ۱۰ جنوری ۱۸۹۷ء)

امام زمانہ کے اس پرشوکت اور باطل شکن اعلان کے بعد خود دنیائے عیسائیت میں اس الحاقی نظریہ کے خلاف کس نوع کے جدید رجحانات جنم لے رہے ہیں اور تعلیم یافتہ سنجیدہ طبقہ اس فاسد اور دقیانوسی عقیدہ سے کس رنگ میں بیزاری کا اظہار کر رہا ہے؟ ماہنامہ مسیحی دنیا نئی دہلی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔ معاصر مذکور اپنی اسی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

ہندوپاکستان اور دوسرے ملکوں میں پچھلے بیس پچیس برسوں سے جو بائبلیں تقسیم ہو رہی ہیں ان میں سے مسیحی مذہب کی بنیادی باتوں کو نکال کر الگ کر دیا گیا ہے۔ انگلینڈ کے بشپ صاحب کنواری مریم سے یسوع کی پیدائش نہیں مانتے اور ان کا یہ ایمان بھی نہیں ہے کہ یسوع مسیح تیسرے روز قبر سے دوبارہ جی اٹھا۔ وہ کہتے ہیں کہ مسیح کی صرف روح دکھائی دی ہے۔ (صفحہ ۱۲)

اسی طرح ماہنامہ مسیحی دنیا اپنی ماہ اپریل کی اشاعت میں "یروشلم میں نئی بدعتیں" کے زیر عنوان لکھتا ہے۔

"یروشلم کو آج کل بدعتوں کا گھر کہا جاتا ہے۔ آئے دن نئی نئی بدعتیں یہاں سے نکلتی ہیں ... اس بار مبارک ہفتہ میں .... ایک مشن نے یہ بات پھیلائی کہ یہودا اسکریوطی نے مسیح کے بجائے کسی اور شخص کو پکڑوایا تھا اور کہ خداوند یسوع مسیح موت سے بچ گئے ان کی جگہ کوئی اور شخص صلیب پر چڑھا ... چند برس پہلے یہودیہ مسیحی فرقہ کے ڈیڑھ ہزار پرانے مسودے ملے تھے ... ان پرانی دستاویزات سے مسیحیت کی ابتداء بارے جانکاری حاصل کرنے میں کافی مدد ملتی ہے۔ یروشلم کی عبرانی یونیورسٹی کے ماہرین ان کی جانچ کرتے رہے ہیں ان میں کہا گیا ہے کہ ابتدائی مسیحیوں نے اپنا کوئی الگ گرجا نہیں بنایا تھا۔ وہ یہودی ہیکلوں میں جایا کرتے تھے ان میں مسیح کے رسول بھی شامل تھے۔ وہ مسیح کی تعلیم کو یہودی مذہب سے الگ نہیں مانتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ شروع میں بعض لوگ مسیح کو ایک نبی کہتے تھے خدائیت یا الوہیت کا درجہ نہیں دیتے تھے"
(صفحہ ۱۲)

کیا مندرجہ بالا حقائق بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو منجانب اللہ عطا ہونے والی اس پرشوکت آسمانی بشارت کے کمال آب و تاب کے ساتھ پورا ہونے کا واضح ثبوت نہیں کہ ؎

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک شور ہے — ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج — نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع — پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ

(خورشید احمد انور)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا دورۂ مغربی افریقہ

آج افریقہ کے صحرا میں بہار آئی ہے
لہلہاتے ہوئے پھولوں پہ نکھار آیا ہے
نائبِ مہدیٔ دوراں کی سواری آئی
دیدۂ پیاسی نگاہوں کو قرار آیا ہے

اک سیاہ رات تھی تاریک زمیں پر چھائی
ہر طرف گھور اندھیروں کی فراوانی تھی
دینِ حق دبکا ہوا بیٹھا تھا اک کونے میں
کفر و الحاد کی ہر سمت ستم رانی تھی

تشنہ سالی کا تسلط تھا یہاں صدیوں سے
رحمتِ ابرِ بہاراں کا پیام آ ہی گیا
جاں بلب بیٹھے تھے اک قطرۂ پانی کے لئے
آج رندوں کے مقدر میں بھی جام آ ہی گیا

خطۂ ہند میں جب مہرِ درخشاں نکلا
چند کرنیں تھیں یہاں تک بھی اتر آئی تھیں
اپنی آغوش میں تاروں کی ضیا لئے ہوئے
اپنے دامن میں اسی نور کو بھر لائی تھیں

تیرگی چھٹ تو گئی تھی پہ اجالا نہ ہوا
ناگہاں نور کا اک دھارا افق پر پھوٹا
ایسی شوکت سے نمودار ہوا ماہِ تمام
اس کی آمد تھی کہ ظلمات کا جادو ٹوٹا

مردہ روحوں کو ملی ایک حیاتِ ابدی
نئے انداز سے ذہنوں نے جِلا پائی ہے
دیدۂ پیاسی نگاہوں کو قرار آیا ہے
آج افریقہ کے صحرا میں بہار آئی ہے

(محمد احمد عمر کرائیڈن یو۔ کے)

خطبہ جمعہ

رمضان میں صرف روزوں ہی کی نہیں بلکہ ان کے لوازمات کی طرف بھی توجہ دی جائے

آپ کا مقام اس مقام سے بہر صورت بالا ہونا چاہئے جس سے آپ رمضان میں داخل ہوئے تھے

اس ماہ مبارک میں قوم کی روحانی اور اخلاقی زندگی کیلئے بھی خصوصیت کیساتھ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اسے ہلاکت سے بچائے

از سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۲ شہادت / اپریل ۱۳۶۷ ہش / ۱۹۸۸ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم عبد الحمید صاحب غازی ۱۶ گریسن ہال روڈ لندن کا قلم بند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر کلیتاً اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:

گذشتہ جمعہ کے موقعے پہ

میں نے جماعت کو یہ نصیحت کی تھی

کہ نئی نسلوں کو خصوصیت کے ساتھ روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ کیونکہ میرا عام تاثر یہ ہے کہ ہماری نئی نسلیں خاص طور پر وہ جو یورپ یا امریکہ یا بعض دیگر ممالک میں پیدا ہو کر بڑی ہوئی ہیں، روزے کا پورا احترام نہیں ہے اور اس کی پوری اہمیت ان پر واضح نہیں اور ماں باپ کا بھی بہت حد تک قصور ہے کہ رمضان شریف آکر گذر جاتا ہے وہ اپنے روزے پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے حق ادا کر دیا۔ حالانکہ جب تک اولاد کو صحیح معنوں میں دین کے فرائض سے آگاہ نہ کیا جائے اور ان کو اختیار کرنے میں اُن پر عمل کرنے میں ان کی مدد نہ کی جائے۔ والدین کا حق ادا نہیں ہوتا۔

اس تحریک کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے، جو اطلاعات مل رہی ہیں وہ بہت امید افزا ہیں، خوشکن ہیں اور انگلستان ہی میں نہیں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ اور دیگر ذیلی تنظیموں نے اپنے اپنے رنگ میں فوری طور پر کوشش کی اور خدا کے فضل سے ابھی تک جو اطلاعات ملی ہیں اور ابھی مزید اطلاعات بھی آئیں گی، معلوم ہوتا ہے کہ اس پہلو سے ایک بیداری پیدا ہوئی ہے، احساس پیدا ہوا ہے اور جماعت نے ہر سطح پر منظم کوشش شروع کر دی ہے۔ اس ضمن میں کچھ اور باتیں بھی بیان کرنی ضروری ہیں۔

ان ممالک میں جہاں بچپن سے تربیت کا وہ ماحول میسر نہیں جو بڑے معاشرے کے نتیجے میں میسر آجایا کرتا ہے۔ مثلاً ربوہ یا قادیان یا پاکستان کی دیگر جماعتیں، جہاں جماعت کے افراد کی تعداد اتنی ہے کہ وہ اپنا ایک معاشرہ قائم کر سکیں، معاشرے کا ایک ماحول پیدا کر سکیں۔ وہاں بچوں کی تربیت از خود ہوتی ہے۔ اور اس کے لئے اتنی زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی۔ مگر

جہاں جماعت احمدیہ کے افراد بکھرے ہوئے ہوں

اور اجتماعی حیثیت کی بجائے بالعموم انفرادی حیثیت میں رہتے ہوں، وہاں بچوں کے لئے بہت سی دقتیں پیدا ہو جاتی ہیں کیونکہ معاشرہ غیر ہے۔ بلکہ معاندانہ معاشرہ ہے یعنی اسلامی قدروں کے برعکس اور ان پر حملہ کرنے والا معاشرہ ہے۔ اس پہلو سے والدین کو عام حالات کے مقابل پہ زیادہ محنت کرنی چاہیئے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ عام حالات سے نسبتاً کم محنت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو محنت کرتے ہیں، اُن کو خدا تعالیٰ پھل بھی دیتا ہے۔ اور جو اس معاشرے میں رہتے ہوئے اپنے بچوں کی طرف، بچپن سے ہی توجہ کرتے ہیں اُن کے دل میں دین کی محبت ڈالتے ہیں اُن کے اندر اچھی عادتیں پیدا کرتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑے ہو کر بھی کوئی خطرہ نہیں رہتا۔ اس لئے رمضان مبارک میں خصوصیت سے گذشتہ کمی کو، جہاں جہاں بھی محسوس ہو، پورا کرنا چاہیئے۔ اور رمضان مبارک میں صرف روزوں کی تلقین نہیں کرنی چاہیئے بلکہ روزوں کے لوازمات کی طرف بھی توجہ دینی چاہیئے۔ میں نے ایک دفعہ سرسری طور پر جائزہ لیا نوجوانوں سے پوچھنا شروع کیا کہ روزہ رکھا ہے یا نہیں رکھا۔ روزہ کیسا رہا کس طرح رکھا تو اکثر یہ جواب، ملا کہ روزہ تو سحری کھا کر رکھا، مگر نفلوں کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ حالانکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعے پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان مبارک کے روزے فرض کئے ہیں اور میں نے ان میں تہجد کی سنت شامل کر کے تمہارے لئے مزید برکتوں کے رستے پیدا کر دیئے ہیں (یہ اصل الفاظ نہیں صرف مفہوم ہے) تو تہجد ویسے بھی بہت اچھی چیز ہے اور قرآن کریم نے اس کو بہت ہی تعریف کے رنگ میں پیش فرمایا ہے۔ اس کی بہت سی برکتیں ہیں اور یہ مقام محمود تک لیجانے والی چیز ہے۔ لیکن

رمضان مبارک سے تہجد کا بہت گہرا تعلق ہے

قرآن شریف کے صحیح منشاء کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو
(الحکم ۳۱ اگست ۱۹۰۲ء)

پیشکش: گلوب ربر مینوفیکچررس ۷ رابندرا سرنی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
فون: 27-0441
گرام: GLOBEXPORT

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں نے رمضان مبارک کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی لمبی تہجد پڑھتے کبھی نہیں دیکھا کہ بعض اوقات قریباً ساری رات کھڑے ہو کر گذار دیتے تھے۔ تو رمضان مبارک کے ساتھ تہجد کا بہت گہرا تعلق ہے۔ وہ روزے جو تہجد سے خالی ہیں وہ بالکل ادھورے اور بے معنی سے روزے ہیں۔ اس لئے بچوں کو خصوصیت کے ساتھ تہجد کی تلقین کرنی چاہئے۔ جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے، قادیان یا ربوہ میں، اس ماحول میں تو یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ اور خصوصاً قادیان میں کہ کوئی بچہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھ کر کھانے کی میز پر آ جائے۔ اس کے لئے لازمی تھا کہ وہ پہلے ضرور نفل پڑھے اور لازمی ان معنوں میں کہ سب یہی کرتے تھے اس لئے یہی دیکھا تھا۔ بعض دفعہ بچے کی آنکھ دیر سے کھلتی ہے تو وہ کھانا کھانے جلدی جلدی آتا ہے۔ لیکن قادیان میں بچے پھر تہجد بھی جلدی جلدی پڑھتے تھے یہ نہیں کرتے تھے کہ اب وقت نہیں رہا صرف کھانا کھا لیں بلکہ اگر کھانے کے لئے تھوڑا وقت ہے تو تہجد کے لئے بھی تھوڑا وقت تقسیم کر لیا کرتے تھے۔ دو نفل جس کو عام طور پر ٹکریں مارنا کہتے ہیں اس طرح کے نفل پڑھے لیکن پھر اسی طرح جلدی جلدی کھانا کھایا۔ لیکن احساس کا تقاضا یہ تھا کہ روحانی غذا کی طرف بھی توجہ دی اور جسمانی غذا کی طرف بھی توجہ دی۔ اور یہ احساس ان کے اندر پایا جاتا تھا۔ اول مقام [illegible] سے یہ وصف دودھ میں پلایا ہوتا تھا اس لئے وہ نسلیں جو قادیان میں پل کر بڑی ہوئیں۔ ان میں تہجد اور رمضان مبارک کا چولی دامن کا ساتھ سمجھا جاتا تھا۔ کوئی یہ وہم بھی نہیں کر سکتا تھا کہ تہجد پڑھے بغیر بھی روزہ ہو سکتا ہے۔ ہاں کچھ ان میں ایسے بھی تھے جو تہجد کے وقت اٹھ نہیں سکتے تھے اور کچھ ایسے تھے جو صرف تہجد نہیں پڑھنا چاہتے تھے بلکہ قرآن کریم کی تلاوت بھی سننا چاہتے تھے۔ چنانچہ ایسے احباب کے لئے مروجہ طریق پہ

تراویح کا انتظام

ہوا کرتا تھا۔ تراویح کے متعلق یہ روایت آتی ہے کہ تراویح حضرت عمرؓ کے زمانے میں جاری ہوئی۔ اور اس کے متعلق بعد میں خارجی مزاج رکھنے والے لوگوں نے یا شیعوں میں سے بعض نے جو حضرت عمرؓ کو پسند نہیں کرتے تھے اعتراض بھی کئے اور طعن زنی کے طور پر تراویح کو بدعت کہنا شروع کر دیا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ تراویح کی بنیاد خود حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پڑ چکی تھی۔ چنانچہ آپ نے رمضان شریف میں باجماعت نوافل پڑھانے شروع کئے مگر صرف چند دن ایسا کیا اور اس کے بعد اس خیال سے کہ اُمت میں ان کو فرض نہ سمجھ لیا جائے۔ تراویح کو ترک فرما دیا۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ تین چار یا پانچ روز، جب صحابہ پھر اکٹھے ہوئے تو انہوں نے بلند آواز سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جگانے کی خاطر یا یہ خیال کر کے کہ کسی دوسرے کام میں مصروف ہوں گے، الصلوٰۃ الصلوٰۃ کہنا شروع کر دیا "یا رسول اللہ وقت ہو گیا ہے" لیکن سننے کے باوجود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف نہیں لائے اور پھر دوسرے دن وضاحت فرمائی کہ مجھے علم ہے مگر میں عمداً نہیں آیا کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں بعد میں آنے والوں پر بہت بوجھ پڑ جائے گا۔ تکلیف مالا یطاق ہو جائے گی۔ تو سنت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت عمرؓ نے صرف [illegible] اور ان کے لئے صبح اٹھنا ممکن نہیں ہوتا تھا۔ ایسا کہ صبح تہجد کی بجائے وہ پہلے پڑھ لیا کریں اور اس زمانے میں تراویح کی رکعتیں بالعموم بیس بیس تک بھی پڑھی جاتی تھیں جب کہ

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت

تو یہ ہے کہ آپ آٹھ رکعتیں پڑھتے تھے اور پھر دو رکعتیں وتر کی اور پھر ایک رکعت ساری نماز کو وتر بنانے کے لئے۔ تو گیارہ رکعتوں کی سنت بالعموم ثابت ہے۔ اسی لئے جماعت احمدیہ میں بھی قادیان میں ہمیں گیارہ رکعتیں ہی سکھائی جاتی تھیں اور رمضان مبارک کے علاوہ اس سے کم کا بھی ذکر ملتا ہے۔ چار نوافل اور پھر دو رکعتیں وتر سے پہلے کی اور پھر ایک وتر بنانے والی رکعت۔ یعنی کل سات۔ تو بچوں کو اگر گیارہ رکعتوں کی توفیق نہیں تو پھر سات رکعتوں والے نوافل پڑھانے شروع کر دیں۔ اور ان کو بتائیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی چنانچہ اس سے ان کے دل میں نوافل کے لئے ایک دوہری محبت پیدا ہو گی اور ذہن میں یہ بات ذہن نشین ہو گی کہ میں یہ اس لئے پڑھ رہا ہوں کیونکہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرح پڑھا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ تربیت کا بہت ہی اچھا موقعہ ہے۔ اور اگر اسی وقت بچوں کو اس طرح سکھایا جائے تو یہ ہرگز مشکل نہیں ہے چنانچہ قادیان میں، جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، تراویح کے وقت بھی بعض لوگ اس لئے اٹھتے ہوتے تھے کہ صبح نہیں اٹھ سکتے یا دقت تھی۔ مگر کچھ لوگ اس لئے بھی اٹھتے ہوتے تھے کہ تراویح میں پورے قرآن کریم کا دور ہو جائے گا اور ہر روز ایک پارہ سننے کا موقعہ ملے گا۔ اور ان میں بہت سے ایسے بھی تھے جو تہجد کے لئے بھی اٹھتے تھے۔ یہ تو اپنی اپنی توفیق کی بات ہے۔ مقدرت کی بھی بات ہے۔ جس کو توفیق ہے اس کو تراویح کے لئے بھی لانا شروع کریں یعنی اگر تراویح کا انتظام ہے۔ اور جہاں تک اس مسجد (فضل) کا تعلق ہے یہاں تو تراویح کا انتظام ہے۔ مگر تراویح میں یہ جو خیال کیا جاتا ہے کہ ضروری ہے کہ ایک پارہ یا اس سے کچھ زائد روزانہ پڑھا جائے تاکہ ۲۹ دنوں میں پورے قرآن کریم کا ایک دور مکمل کیا جا سکے۔ یہ ایسا خیال نہیں جس پہ سختی سے عمل کرنا ضروری ہو کہ اس کے بغیر تراویح نہیں ہو سکتی۔

تراویح کی روح دراصل تہجد کا متبادل ہے

دو نوافل جو تہجد میں پڑھتے ہیں وہ آپ رات کو پڑھ لیں۔ تہجد کے متعلق قرآن کریم نے جو اصولی تعلیم دی ہے وہ یہ ہے کہ جس قدر بھی قرآن کریم میسر آ جائے اور میسر آنے سے مراد یہ ہے کہ ہر شخص کی اپنی حیثیت اپنا علم ہے، جتنی سورتیں اس کو یاد ہیں، وہ اس کے مطابق تہجد میں پڑھ سکتا ہے ورنہ وہ کتاب کھول کے تو نہیں پڑھ سکتا۔ تو یہ سنت جو حضرت عمرؓ کے زمانے میں جاری ہوئی اس میں بھی حضرت عمرؓ نے ایک نیا حسن پیدا کرنے کی خاطر یہ بات پیدا کی۔ فرمایا کہ اگر باجماعت تراویح کا انتظام کرنا ہی ہے تو کیوں نہ میں ایک قاری کو مقرر کر دوں چنانچہ ایک قاری جو بہت ہی خوش الحان تھے آپ نے ان کو تراویح پڑھانے کے لئے مقرر فرمایا۔ اب یہ بھی قطعی طور پر ثابت نہیں ہے کہ وہ پورا قرآن کریم پڑھ لیا کرتے تھے۔ عموماً نتیجہ یہی نکالا جاتا ہے کہ ان کو سارا قرآن کریم حفظ تھا اور وہ سارے قرآن کریم کا دور کرتے رہے ہوں گے۔ تو سارا قرآن کریم پڑھنا ضروری بھی نہیں ہے۔ مگر اس دور کو ضروری سمجھنے کے نتیجہ میں کہ سارے قرآن کریم کا دور مکمل کیا جائے مسلمانوں میں بعض بدرسمیں بھی پیدا ہونی شروع ہو گئیں۔ چنانچہ بعض جگہ قرآن کریم تراویح پڑھانے والے وقت بچانے کی خاطر اتنا تیز پڑھتے ہیں [illegible] تہجد ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا کچھ بھی باقی نہ رہا۔ تہجد تو اس [illegible] اجازت ہی نہیں دیتی کہ آپ کی توجہ کسی دوسری طرف ہو۔ اس لئے جو قرآن کریم کی روح اور منشاء ہے اس کو پورا کرنا چاہئے۔ وہ یہ ہے کہ ماتیسّر من القرآن۔ قرآن کریم سے جو بھی میسر آ جائے۔ آپ اس کو پڑھیں اس لئے خواہ [illegible] اس حد تک [illegible] لئے اور اس حکمت کے پیش نظر کہ مختلف لوگوں کو بعض سورتیں یاد ہوتی ہیں اور بعض کو دوسری سورتیں یاد ہوتی ہیں۔ آپ بار بار بدل سکتے ہیں یعنی بجائے اس کے کہ ایک ہی آدمی ہمیشہ تراویح پڑھائے جماعت بالترتیب [illegible]۔ مختلف دوستوں کو جتنی سورتیں یاد ہیں

ان کو موقع نہ مل سکے یہ کوشش کریں کہ زیادہ سے زیادہ قرآن کریم اس وقت سیکھنے کا موقع مل جائے۔

اس ضمن میں تربیت کے ایک اور پہلو سے بھی غافل نہیں رہنا چاہیئے بہت سے ایسے ممالک میں پلنے والے ہمارے بچے جیسے کہ انگلستان یا دوسرے مغربی ممالک، قرآن کریم کی بہت تھوڑی سورتیں حفظ کرتے ہیں اور بعض دفعہ تو انہیں سورۃ قل ھو اللہ احد کے سوا اور کوئی سورۃ بھی یاد نہیں ہوتی۔ یہ بہت ہی ناپسندیدہ بات ہے

انہوں کو جس حد تک ہو سکے قرآن کریم حفظ کرنا چاہیئے

اور بالعموم اتنی کوشش تو کرنی چاہیئے کہ مختلف جگہوں سے ایک پارے کے برابر تو قرآن کریم حفظ ہو۔ اور اگر اتنی توفیق نہیں تو کم سے کم چیدہ چیدہ اتنی سورتیں بچوں کو یاد ہونی چاہئیں کہ وہ مختلف نمازوں میں مختلف سورتیں پڑھ سکیں اس کمی کی وجہ سے وہ احمدی جن کی اس لحاظ سے تربیت نہیں ہوتی وہ سورۃ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں قل ھو اللہ ۔ والی سورۃ پڑھ لیتے ہیں اور بس اور وہ بھی ایک ایسی ROTTINE ہو جاتی ہے کہ ان کو قل ھو اللہ کی بھی سمجھ نہیں آتی کہ کیا پڑھ رہے ہیں تنوع سے ذہن بیدار ہوتا ہے۔ جب آپ سورۃ فاتحہ کے بعد سورتیں بدل بدل کر پڑھتے ہیں تو اس کے نتیجے میں توجہ خاص طور پر نئے مضمون کی طرف مرکوز ہو جاتی ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ پھر سورۃ فاتحہ کو ہر رکعت میں پڑھنے کا کیوں حکم ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ ام القرآن ہے اور ہر دوسری سورۃ اس کے اندر داخل، شامل ہے لیکن سورۃ فاتحہ ہر سورۃ یا ہر آیت میں شامل نہیں ہے۔ اس لئے سورۃ فاتحہ کے مضامین تو اتنے لامتناہی اتنے وسیع ہیں کہ اگر ایک انسان نئی کی عادت ڈالے تو ساری عمر سورۃ فاتحہ کے مضامین پر غور کرتا رہے تو وہ مضامین ختم نہیں ہو سکتے۔ قرآن کریم کی دیگر آیات میں بھی بہت گہرائی اور بہت وسعت ہے مگر جب قرآن کریم ہی سے بعض آیات سے مقابلہ کیا جائے تو ہر ایک کے متعلق بعینہٖ ایک بات صادق نہیں آتی۔ اس لئے سورۃ فاتحہ تو نماز کی جان ہے۔

سارے قرآن کریم کا خلاصہ

ہے اُسے تو بہر حال ہر رکعت میں پڑھنا ہے مگر فرائض کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد بچوں کو کم از کم اتنی سورتیں ضرور یاد ہونی چاہئیں کہ وہ بدل بدل کر پڑھ سکیں۔ قرآن کریم کے آخر سے چھوٹی چھوٹی سورتیں لی جا سکتی ہیں۔ آج کل یہ موقعہ ہے۔ اس وقت آپ گھر میں مل کر اکٹھے روزے رکھیں اور بچوں کی تربیت کریں۔ ان کو سورتیں یاد کرائیں۔ بعض سورتیں دی جا سکتی ہیں ان کا تلفظ بھی بتانا پڑے گا۔ کیونکہ یہاں تلفظ کی بہت کمزوری ہے۔ بعض دفعہ جماعتیں چھوٹے چھوٹے ترتیبی پمفلٹ تیار کر دیتی ہیں مثلاً ہو سکتا ہے کہ انگلستان کی جماعت فوری طور پر بچوں کے لئے کچھ سورتیں جن کا معہ ترجمہ شائع کر دے اور اس کے ساتھ رومن رسم خط میں ان کا تلفظ ادا کرنے کی کوشش بھی کی جا سکتی ہے۔ مگر قرآن کریم ایسی چیز ہے جس کے تلفظ میں بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہیئے۔ اس لئے محض رومن رسم تحریر میں تلفظ ادا کرنے پر اکتفا نہ کریں۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض دفعہ اس کو بالکل غلط بھی پڑھ لیتے ہیں۔ اور عربی زبان ایسی زبان ہے کہ جہاں زیر زبر کی غلطی یا الفاظ کو لمبا یا چھوٹا کرنے کی غلطی کے نتیجے میں مضمون بالکل بدل جاتا ہے اس لئے جو سورتیں بھی آپ بچوں کو یاد کروانا چاہیں، توجہ سے خود گھروں میں یاد کرانی پڑیں گی۔ بصورت دیگر جماعتوں کو چھوٹے چھوٹے مراکز بنا دینے چاہئیں۔ جہاں زیادہ بوجھ ڈالے بغیر رمضان شریف میں چند سورتیں یاد کروائی جا سکیں اور ان کا صحیح تلفظ بھی اچھی طرح سکھا یا جا سکے۔

رمضان شریف میں جو مثبت اقدار ہیں اُن میں نوافل ہیں۔ ان کا رمضان شریف سے گہرا تعلق ہے دوسرے

صدقات

ہیں اور غریب کی ہمدردی۔ یہ مضمون بھی بدقسمتی سے مغرب کے علاقوں میں فراموش ہو جاتا ہے کیونکہ اکثر معاشرہ ایسا ہے کہ ضرورتیں حکومتیں پوری کر دیتی ہیں اور غربت کا جو تصور ہمارے ہاں ملتا ہے وہ یہاں دیکھنے میں نہیں آتا۔ جو غریب ہیں وہ اور طرح کے غریب ہیں یعنی ایسے غریب ہیں جن کو لتیں (عادتیں) پڑ گئی ہیں ڈرگز (DRUGS) کی۔ اور اس کے نتیجے میں وہ فاقہ کشی پہ جا پڑے ہیں لیکن ڈرگز نہیں چھوڑیں گے۔ یا شراب کے متوالے ہیں اور ان کا حال یہ ہے مجھے یاد ہے اُس زمانے کی بات ہے جب میں یہاں طالب علم تھا۔ ایک شخص زمین پر ہیٹ HAT پہن کر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس کو کچھ پیسے دیئے اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ فوراً پیسے لیتے ہی ساتھ والی پب (PUBLIC HOUSE) شراب خانہ میں داخل ہو گیا۔ بعد میں مجھے دوستوں نے بتایا کہ یہ لوگ شراب خانوں کے باہر بیٹھتے ہی اس لئے ہیں کہ جو خیرات ملے اس سے شراب خرید کر پی لیں۔ تو ایسے بھی غریب ہیں۔ ہم ایسے غریبوں کے لئے تو صدقہ خیرات نہیں کرتے جن کے متعلق ہمیں علم ہو کہ انہوں نے اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔ ہاں لاعلمی میں جو چاہے کریں۔ تاہم یہ بات تو واضح ہے کہ ایسے ممالک میں صدقہ وخیرات کی اہمیت کا احساس نہیں رہتا اور ذاتی طور پر جو غریب کی ہمدردی پیدا ہوتا ہے اس میں کمی آجاتی ہے لیکن اگر ماں باپ بچوں کی بھوک سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کو یاد کرانا شروع کریں کہ دنیا میں خدا کے ایسے بندے بھی ہیں جو شدید بھوک میں مبتلا ہیں۔ فاقہ کشی کر رہے ہیں۔ غربت کا یہ حال ہے ایسی باتیں کرنی شروع کریں تو ان کے دل میں ہمدردی کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں اور پھر ان کو صدقات کی طرف متوجہ کریں اور ان سے کچھ لے کر صدقات کی مدمیں دیں۔ بچے بہت ہی جلدی اثر قبول کرتے ہیں اور بعض دفعہ اتنا اثر قبول کرتے ہیں کہ انسان سمجھتا ہے کہ انہوں نے ضرورت سے زیادہ ردعمل دکھا دیا۔ بعض دفعہ اپنا سب کچھ پیش کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں اس لئے

آپ بچوں پر اعتماد کریں

خدا تعالیٰ نے ان کے اندر نیکی کا بیج رکھا ہے۔ نیکی کی نشو ونما کے لئے بڑی زرخیزی عطا فرمائی ہے۔ خواہ مخواہ لاعلمی یا عدم توجہ کے نتیجے میں رمضان آتا ہے اور چلا جاتا ہے اور آپ اس کو ضائع کر دیتے ہیں اور آپ کے بچے وہیں کے وہیں رہ جاتے ہیں۔ رمضان شریف کے گذر جانے کے بعد، صرف روزے رکھنا کام نہیں آتا کیونکہ روزوں کا وقت گذر چکا ہوتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ بس روزے گئے اور اس کے ساتھ ہی سب باتیں ختم ہو گئیں لیکن جو نمازیں آپ، انہیں پڑھا دیں گے، جو تہجد پڑھائیں گے۔ جو سورتیں، یاد کرائیں گے۔ جو غریب کی ہمدردی ان کے دل میں پیدا کریں گے۔ یہ رمضان کے ساتھ چلی جانے والی باتیں نہیں ہیں یہ ان کی زندگی کا حصہ بن جائیں گی، ان کی زندگی کا سرمایہ بن جائیں گی۔ اس لئے رمضان کو اولاد کی تربیت کے لئے خصوصیت سے استعمال کریں۔

علاوہ ازیں

بعض چیزوں سے منع ہونے کا حکم

ہے وہ ساری باتیں وہی ہیں جن سے روزمرہ کی زندگی میں بھی پرہیز لازم ہے مثلاً جھوٹ ہے لغو بیانی ہے۔ وقت کا ضیاع ہے۔ لیکن بعض چیزیں روزمرہ کی زندگی میں کسی حد تک قابل قبول ہو جاتی ہیں اور یہ ممکن نہیں ہے کہ انسان ہر چیز کو اپنے بہترین معیار کے مطابق ہر روز ادا کر سکے لیکن رمضان مبارک میں، جب معیار بلند کیا جاتا ہے تو مراد یہ ہے کہ جب رمضان مبارک گذر جائے تو اگر معیار گرے بھی تو اتنا نہ گرے کہ پہلی سطح پر واپس آجائے بلکہ سطح بلند ہو جائے اس لئے انفرادی طور پر جب آپ بچوں کو ان امور کی طرف متوجہ کریں گے کہ آپ نے جھوٹ نہیں بولنا تو یہ کہکر متوجہ کرنا ہے کہ جھوٹ تو رمضان کے

بعد بھی نہیں بولنا۔ لیکن اگر رمضان شریف میں بولا تو پھر کچھ بھی حاصل نہیں۔ تمہارے بھوکے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس لئے جب آپ انہیں جھوٹ نہ بولنے کی تلقین دلا ہیں تو ساتھ ساتھ یہ بھی بتاتے رہیں کہ رمضان تو ایک ایسی برکتوں کا مجموعہ ہے جو ایک مہینے کے اندر ختم نہیں ہوتیں بلکہ سارا سال تمہارے لئے ایک خزانہ لے کر آتی ہیں ایسا رزق عطا کر جاتی ہیں جیسے تم سارا سال کھاؤ۔ جھوٹ نہ بولنے کا یہ مطلب ہے کہ رمضان تمہیں متوجہ کر رہا ہے اور تم نے جھوٹ رمضان کے گذرنے کے بعد بھی نہیں بولنا۔ اور کوشش کرو اس بات کی طرف کہ جب بھی ذہن جھوٹ کی طرف جائے تو یاد کیا کرو کہ آج تو رمضان ہے اور جب رمضان گذر جائے تو ساتھ یہ بھی سوچا کرو کہ یہ تو پریکٹس کا وقت ہے۔ آئندہ بھی جھوٹ نہیں بولنا۔ اس طرح پیار کے ساتھ چھوٹی چھوٹی باتیں بچوں کو سمجھائی جائیں تو وہ سمجھتے ہیں اور اس کو اچھی طرح سے، بعض دفعہ مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں۔

میرا ذاتی طور پر یہی تجربہ ہے

کہ بہت سی ایسی باتیں جو بچپن میں سمجھائی گئیں وہ ہمیشہ کے لئے دل پر نقش ہو گئیں اور بعد میں آنے والی جو بڑی بڑی نصیحتیں ہیں وہ اتنا گہرا اثر نہیں کر سکیں جتنا بچپن کی چھوٹی چھوٹی باتیں جو دل پر اثر کر جاتی ہیں وہ ایک نقش دوام بن جاتی ہیں۔ اور اس عمر سے آپ کو استفادہ کرنا چاہیئے آپ اپنی زندگی پر غور کر کے دیکھیں۔ آپ کی بہت سی خوبیاں جو خدا نے آپ کو عطا کی ہیں۔ ان کی بنیادیں بچپن میں ڈالی گئی ہیں اور جو رسوم ایک دفعہ دل پر رقم ہو جاتی ہیں جو تحریریں لکھی جائیں، وہ بچپن کی لکھی ہوئی تحریریں وقت کے ساتھ مٹنے کی بجائے مضبوط ہوتی چلی جاتی ہیں اور زندگی کا حصہ بنتی چلی جاتی ہیں۔ بعد کے زمانے میں تحریریں بنتی بھی ہیں اور مٹ بھی جاتی ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے بچپن میں یہ خاص بات رکھی ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جو ذہنی طور پر بعد میں بیمار ہو جاتے ہیں ان کی یادداشت قائم نہیں رہتی، مثلاً ARTERIOSCLEROSIS کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں آپ اُن سے بات کر کے دیکھیں اُن کو کل کی بات یاد نہیں ہوگی، آج کی بات بھی یاد نہیں ہوگی لیکن بچپن کی ساری باتیں یاد ہوں گی اور ایسی وضاحت کے ساتھ یاد ہوتی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ جب آپ اُن سے اس وقت بچپن کی باتیں کر رہے ہوتے ہیں تو آپ وہم بھی نہیں کر سکتے کہ وہ ذہنی طور پر بیمار ہے لیکن جب وہ آپ سے سوال کرے گا کہ کیا تم نے مجھے کھانا کھلا دیا؟ حالانکہ آدھا گھنٹہ پہلے آپ نے اُسے کھانا کھلایا ہوگا یا پانی پلا دیا تھا۔ حالانکہ آپ نے پانی پلایا ہوگا۔ تب آپ حیران ہوں گے کہ یہ کیا باتیں کر رہا ہے اس کا ذہن فوری باتیں یاد رکھنے کے لائق ہی نہیں رہا۔ تو اس لحاظ سے خدا تعالیٰ نے خصوصیت سے یادوں میں یہ سلسلہ پیدا کیا ہے کہ بچپن کی یادیں وقت کے ساتھ گہری ہوتی چلی جاتی ہیں، مٹتی نہیں ہیں۔ اور یادوں سے مراد وہ یادیں ہیں جن کا تعلق محض دماغ سے نہ ہو دل سے ہو گیا ہو۔ چنانچہ آپ جب بچپن کی یادوں پر غور کریں گے تو پھر آپ یہ محسوس کریں گے کہ وہی یادیں پختہ ہیں جن کا دل کے ساتھ کوئی جوڑ پیدا ہو گیا تھا۔ اور وہ مستقل یادیں ہو گئی ہیں۔ جن یادوں کا دل سے جوڑ نہیں ہوا وہ آپ سب کچھ بھول جاتے ہیں چنانچہ رمضان شریف میں

جو یادیں آپ نے مستقل بنانی ہیں

اُن کا دل سے تعلق قائم کریں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حوالے سے بات کریں۔ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے حوالے سے بات کریں بنی نوع انسان، غریب کی محبت اور اس کی ہمدردی کے حوالے سے بات کریں تو جو باتیں آپ سکھا دیں گے وہ بچوں کے دل میں ایک دائمی نقش بن جائیں گے کہ وہ کبھی نہیں مٹ سکیں گے۔ اس لئے جو برائیوں سے روکنے والی باتیں ہیں ان کا بھی اس سے تعلق پیدا کریں۔ وقت ضائع کرتے ہیں۔ اس کے متعلق ایسی باتیں جو انبیاء کرام اور بزرگوں کی ذات سے تعلق رکھنے والی ہیں ان کو بتائی جائیں کہ وہ کس طرح اپنے وقت کو استعمال کرتے ہیں۔ وقت ضائع نہیں کیا جاتا اور اچھی چیزوں پر وقت صرف کرنا چاہیئے یہ تو ہر ایک کے اپنے اپنے ڈھنگ ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے ہر ایک کو کوئی نہ کوئی ڈھنگ عطا فرمایا ہوا ہے اگر وہ بالارادہ کوشش کرے تو بہت کچھ اپنے بچوں کو اس مبارک مہینے میں سکھا سکتا ہے۔ اس کے نتیجے میں، جب یہ مہینہ ختم ہوگا تو آپ حیران ہوں گے یہ دیکھ کر اللہ کے فضل کے ساتھ کہ آپ کی نسل پہلے سے بہت بہتر معیار پر ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں ساری جماعتیں ہر رمضان میں پہلے سے اونچے معیار پر آجائیں گی۔ اس میں شک نہیں کہ رمضان کے بعد معیار ضرور گرتا ہے مگر کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ اتنا نہ گرے کہ پہلی منزل سے بھی نیچے چلا جائے۔ جہاں آپ رمضان میں داخل ہوئے تھے جب رمضان سے نکلیں تو اُس مقام سے بالا مقام ہو اُس سطح سے اوپر کی سطح ہو۔ یہ ہے وہ مقصد جو پیش نظر رہنا چاہیئے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اسی طرح روزانہ کچھ نہ کچھ وقت دیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی اگلی نسلوں کی تربیت کے لئے بہت بہتر انتظام ہو جائے گا۔

دوسری بات میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں پاکستان میں ایک بہت ہی خوفناک حادثہ پیش آیا۔

اوجھری کیمپ کا واقعہ

آپ نے سنا ہوگا۔ یہ حادثہ دس اپریل کو صبح پونے دس بجے (۹.۴۵) کے قریب، اسلام آباد اور راولپنڈی کے درمیان وقوع پذیر ہوا وہاں اوجھری کے مقام پر فوجی اسلحے کا ایک کیمپ ہے۔ اُس میں مختلف اسلحہ اور راکٹوں کے ذخیرے تھے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ یہ حادثہ تھا یا شرارت کا نتیجہ تھا مگر جو بھی ہوا اُس کے نتیجے میں اچانک، خود پاکستان کے راہنماؤں کے بیان کے مطابق قیامت صغریٰ ٹوٹ پڑی اس علاقے میں اتنی حیرت انگیز طریق پر بمباری شروع ہوئی ہے کہ بعض لوگ سمجھے کہ کسی بڑی حکومت نے اچانک حملہ کر دیا ہے۔ ہزارہا کی تعداد میں راکٹ برسے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فضل فرمایا کہ ان راکٹوں کا اکثر حصہ پھٹا نہیں۔ واقعۃً اگر وہ سب پھٹ جاتے تو راولپنڈی اور اسلام آباد کا نشان تک صفحۂ ہستی سے مٹ جاتا کیونکہ ایک لاکھ سے زائد راکٹ ہیں جو زمین سے اٹھے اور آسمان سے برسے اور ان کا ایک بہت ہی تھوڑا حصہ پھٹا ہے اور اس کے نتیجے میں بھی اتنی ہلاکت ہوئی ہے اتنی تباہی مچی ہے کہ جن لوگوں نے اس کو خود دیکھا ہے اور مجھے خطوط لکھے ہیں اُس سے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

الہام حضرت مسیح موعودؑ

پیشکش: عبدالرحیم و عبدالرؤف مالکان حمید لیدری مارٹ، صابر محلہ پور، کٹک (اڑیسہ)

تو انسان کا سارا وجود کانپ اٹھتا ہے۔ گھروں کے گھر اور بعض جگہ محلے منہدم ہو گئے ہیں جس طرح کہ بڑی ہولناک جنگ کے بعد بعض شہروں کا منظر ہوتا ہے۔

جہاں تک مرنے والوں کی تعداد کا تعلق ہے حکومت کے اندازے کے مطابق تو سو کے لگ بھگ لوگ ہلاک اور قریباً (۸۰۰) آٹھ سو لوگ زخمی ہوئے ہیں۔ لیکن بعض پاکستانی راہنماؤں کے اخباری بیانات کے مطابق اور انفرادی رپورٹوں کے ذریعہ یہ پتہ چلتا ہے کہ ہلاکت خیزی بہت ہی زیادہ ہے۔ ایک اندازے کے مطابق چار پانچ سو (۴۰۰/۵۰۰) کے قریب فوجی اور پانچ اور چھ ہزار (۵۰۰۰/۶۰۰۰) کے درمیان سویلین (CIVILIANS) ہلاک ہو گئے ہیں۔ اور زخمی ہونے والوں کی تعداد اس سے بہت زیادہ ہے۔ بعض اندازے اس تعداد میں کچھ کمی کرتے ہیں لیکن آزاد اندازوں میں سے اکثر ان اعداد و شمار کے قریب قریب پہنچ رہے ہیں۔ تو جو بھی شکل ہے حکومت نے تو ابھی الجھن ہٹانے کے لئے اپنی شرمندگی اور ذمہ داری کو کم کرنے کے لئے اس واقعہ کو دبانا ہے ہی۔ ان کی کچھ مجبوریاں ہیں۔ ممکن ہے یہ بھی خیال ہو کہ صحیح اعداد و شمار بتانے سے کہیں ملک کا حوصلہ نہ بیٹھ جائے۔ مگر بہر حال اس سے غرض نہیں کہ حکومت کن مصالح کے پیش نظر اعداد و شمار کو دبا رہی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ خود حکومت کے اپنے بیانات کے مطابق جو لوگ لاپتہ ہیں۔ ان کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ اس لئے اب یہ بحث تو بے معنی ہے کہ لاپتہ ہو کہ وہ لوگ کہاں چلے گئے کیونکہ تقریباً آج بارہ دن کا عرصہ گزر گیا ہے۔ بارہ دنوں میں آخر وہ لاپتہ لوگ کہاں چلے گئے اور اگر وہ ملبوں کے ڈھیر میں دبے ہوئے ہیں جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے تو پھر ان کو فوت شدہ تصور کرنا چاہئے۔ یہ حادثہ بہت ہی زیادہ خوفناک اور المناک ہے۔ اس سلسلے میں

مجھے خوشی ہے

کہ ناظر صاحب اعلیٰ ربوہ نے فوری طور پر نہ صرف ہمدردی کا پیغام بھیجا بلکہ کچھ رقم بھی متاثرہ لوگوں کی خدمت کے لئے بھجوائی۔ مزید خوشی کی بات یہ ہے کہ جب تک حکومت کے ادارے مصیبت زدگان کی مدد کے لئے نہیں پہنچے اسلام آباد اور راولپنڈی کی جماعتوں کے کچھ افراد خدام اور انصار وغیرہ نے فوری طور پر متاثرہ علاقوں میں پہنچ کر زخمیوں کی مدد کرنی شروع کی اور بچوں کو سنبھالا اور دیگر خدمت کے کام کرنے شروع کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزاء دے۔ بعد میں حکومت کے کارندے آ گئے اور چونکہ انتظام میں دخل اندازی مناسب نہیں تھی اس لئے جماعت کے افراد پھر پیچھے ہٹ گئے۔ لیکن جب تک خدا تعالیٰ نے انہیں توفیق دی، انہوں نے بہت اچھا رد عمل دکھایا۔

انگلستان کی جماعت نے بھی ہمدردی کے پیغام کے ساتھ دو ہزار (۲،۰۰۰) پونڈ کا چیک ایمبیسیڈر صاحب کو پیش کیا ہے۔ اگرچہ پاکستان کا معاملہ ہے لیکن ایسے حادثات کسی ایک ملک کا معاملہ نہیں رہا کرتے بلکہ وہ

ہر انسان کا سانجھا دکھ اور تکلیف

بن جاتے ہیں۔ اس لئے دنیا کی باقی جماعتوں کو بھی کچھ نہ کچھ حسب توفیق ہمدردی کا اظہار کرنا چاہیئے جب افریقہ میں بھوک پڑتی ہے یا قحط سالی کا کوئی زمانہ آتا ہے تو کوئی یہ تو نہیں کرتا کہ ہم تو پاکستانی ہیں یا ہندوستانی ہیں یا انگریز وغیرہ ہیں۔ سب انسانیت اکٹھی ہو کر حسب توفیق ہمدردی کی کوشش کرتی ہے۔ یہ حادثہ جو پاکستان میں گزرا ہے اس نوعیت کا ہے۔ یہ کوئی چھوٹا سا ملکی حادثہ نہیں ہے اگرچہ بیرونی میڈیا، اخبارات اور ٹیلی ویژن وغیرہ نے اس کو دنیا کے سامنے اس طرح پیش نہیں کیا جیسا کہ حق تھا۔ بلکہ اس کے مقابلے میں کویت ہوائی جہاز کے) ہائی جیک کے واقعہ کو اتنا زیادہ اچھالا گیا ہے کہ گویا ساری دنیا میں سب سے خوفناک واقعہ ہی وہ تھا۔ اور جہاں ہزار ہا آدمی مر گئے، لاکھوں بے گھر ہو گئے۔ اور دو شہروں کے لوگوں کو شدید مصیبت کا سامنا کرنا پڑا ہے اس کا سرسری سا ذکر کر کے، یہ لوگ اسے بھلا بیٹھے ہیں۔ اس کے متعلق مختلف آراء ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چونکہ یہ اسلحہ امریکہ نے افغان مجاہدین کے لئے بھجوایا تھا اور اس بے احتیاطی میں، امریکہ پر بھی اس کی ذمہ داری آتی ہے اس لئے مغربی ذرائع ابلاغ عملاً اس واقعے کو نہیں اٹھا رہے۔ یہ وجہ ہو یا ویسے ہی یہ مشرق کی، دور کی باتیں ہیں، ان کو وہاں کے معاملات میں اتنی ہمدردی نہیں یا کوئی بھی وجہ ہو۔ اس واقعہ کو دنیا میں نمایاں طور پر اچھالا نہیں گیا۔ اور نمایاں طور پر لوگوں کے سامنے پیش نہیں کیا گیا۔ مگر خطبات کے ذریعے دنیا کی ساری جماعتوں

کو یہ اطلاع ملے گی چنانچہ میں دنیا کی سب جماعتوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اس کو عالمی نوعیت کا انسانی حادثہ سمجھتے ہوئے کچھ نہ کچھ حسب توفیق پاکستان کے ان مصیبت زدگان کیلئے امداد کریں لیکن یہ ضروری ہے کہ یہ دیکھ لیا جائے کہ وہ امداد وہاں پہنچ سکتی ہے یا نہیں اس لئے پاکستان کے ایمبیسیڈرز یا جو کوئی بھی انکا نمائندہ ہو ان سے مل کر یا ان سے خط و کتابت کے ذریعے رابطہ پیدا کر کے پوچھ لیں کہ ہمیں ہمدردی بھی ہے اور ہم دعا بھی کر رہے ہیں لیکن ٹوکن (TOKEN) کے طور پر ہم کچھ مدد کرنا چاہتے ہیں اگر آپ کے پاس ذرائع ہوں کہ ہم سے یہ مدد لیکر اپنے ملک میں بھجوا دیں تو ہم پیش کرنے کے لئے حاضر ہیں۔ اس رنگ میں ساری دنیا کو ہمدردی کا اظہار کرنا چاہیئے لیکن میرے خیال میں صرف یہی ہمدردی کافی نہیں۔

اس واقعہ کا پس منظر

یہ ہے کہ ایک مدت سے پاکستان میں کلمے کی بے حرمتی ہو رہی ہے اور خدا تعالیٰ کی عبادت گاہوں کی بھی بے حرمتی ہو رہی ہے اور بندوں کو خدا تعالیٰ کی عبادت سے روکا جا رہا ہے اور اس معاملے میں جسارت بے حیائی کی حد تک بڑھ گئی ہے اور بڑے بڑے افسر لوگ عام بیان دینے میں بھی، کوئی شرم اور کوئی باک نہیں کہ ہم کہہ کیا رہے ہیں۔ اس اسلامی مملکت میں، جہاں خدا کے نام پر ملک حاصل کیا گیا تھا، وہاں کے وزیر بن کر کوئی شرم کوئی حیا نہیں کہ ہم کیا ہدایت دے رہے ہیں اور پبلک میں کیا بیان دے رہے ہیں کہ جو احمدی کلمہ پڑھے، اس کے خلاف سختی کارروائی کی جائے۔ حکومت غافل نہ رہے۔ آرڈیننس (۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء) پر سختی سے عمل کیا جائے۔ ان کی مسجدوں کو بے آباد کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔ ان کی مسجدوں سے اذان کی کوئی آواز نہ آئے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے دشمن تلے بیٹھے ہیں کہ عبادت کا نام مٹا دیں گے اور حیا اور احساس مٹ گیا ہے چنانچہ واقعہ اوجڑی کیمپ سے دو دن پہلے راولپنڈی اور اسلام آباد کی مسجدوں میں بڑی شدت سے تحریک کی گئی تھی کہ ان کی (یعنی احمدیوں کی) مسجدوں سے نہ صرف کلمے مٹائیں بلکہ ان کو منہدم کیا جائے۔ اور تمام عوام الناس اس قربانی کے لئے (وہ کلمے مٹانے اور احمدیہ مساجد کو منہدم کرنے کو قربانی سمجھتے ہیں) اپنے آپ کو پیش کریں۔ غرضیکہ جو باتیں کسی کے دماغ میں آئیں آئیں، انہوں نے وہ باتیں منبر رسول سے کیں اور کوئی حیا نہیں کی کہ کس مقدس منبر پر کھڑے ہو کر میں کیسی ناپاک تعلیم دے رہا ہوں

اس قسم کے واقعات چونکہ غیر معمولی نوعیت کے واقعات ہیں۔ اس لئے ہرگز بعید نہیں کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا یہ واقعہ (اوجڑی کیمپ) مظہر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو سبق دینے کے لئے سمجھانے کے لئے اس کے ذریعے خبردار کیا ہو۔ خدا تعالیٰ کے پاس انتقام کی بے شمار راہیں ہیں۔ تمہارے ہی ہتھیاروں سے خدا تعالیٰ تمہیں ہلاک کر سکتا ہے۔ وہ تمہیں تمہاری اپنی طاقتوں کے ذریعے سزا دے سکتا ہے۔ اس لئے

اپنی طاقتوں کے گمان میں متکبر نہ ہو

اور خدا کے عبادت کرنے والے بندوں پر خدا کی محبت ہیں، اس کے رسول پاک کی محبت ہیں، جو کلمے کے بیج (BADGE) اپنے سینوں پر لگاتے ہیں، یا کلمے مسجدوں پر لکھتے ہیں، ان کی دشمنی کر کے یہ نہ سمجھو کہ تم خدا کی پکڑ سے بچ سکتے ہو۔ یہ پیغام ہے جو مجھے اس واقعہ میں نظر آ رہا ہے اور اس خیال کو مزید تقویت اس بات سے ملتی ہے کہ اس واقعہ سے پہلے احمدیوں نے مختلف جگہوں میں بالکل اسی مضمون کی خوابیں دیکھیں خود پاکستان سے ایک دوست نے، اس واقعہ سے تقریباً ایک ماہ پہلے خواب دیکھی کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام ہے کہ وہ جگہیں جہاں سے احمدیوں کی مساجد برباد کرنے اور کلمے مٹانے کی سازشیں ہو رہی ہیں۔ ان جگہوں پر میں آسمان سے آگ برساؤں گا یا راکٹ برساؤں گا اور ان کے اعمال کے نتیجے میں، ان لوگوں کو سزا دوں گا۔ اسی طرح ایک نوجوان نے مجھے جرمنی سے خواب لکھ کر بھیجی جو بالکل اسی مضمون کی تھی۔ مجھے اب یاد نہیں مگر ایک تیسری جگہ سے بھی اس مضمون کی ملتی جلتی خواب لکھی ہوئی آئی تھی۔ تو اس سے اس بات کو مزید تقویت ملتی ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ناراضگی کا اظہار ہے اور یہ ناراضگی کا اظہار اب غیروں کو بھی محسوس ہونے لگا ہے۔ پاکستان کے اخبارات میں مختلف فکر و نظر کے ایسے بیانات چھپ رہے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ خدا تعالیٰ ناراض ہے اور یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے محض حادثہ نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ ناراض کیوں ہے؟

اس سلسلے میں ان کے اندازے، ہمارے اندازوں سے مختلف ہوں گے۔ چنانچہ بعض لوگ یہ بھی کہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس لئے ناراض ہے کیونکہ احمدیوں کو ابھی پوری طرح

ہلاک نہیں کیا۔ لیکن جب احمدیوں کو برابر کے انسانی حقوق حاصل تھے تو پھر اس وقت تو خدا تعالیٰ کو زیادہ ناراض نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ اس وقت خدا تعالیٰ کیوں پاکستان سے ناراض نہیں ہوا؟ یہ عجیب ناراضگی ہے کہ جب آپ احمدیوں کے خلاف ظلم میں بڑھتے چلے جائیں اس وقت خدا تعالیٰ کی ناراضگی زیادہ ظاہر ہونی شروع ہو جائے۔ اور یہ ناراضگی زندگی کی ہر شق پر ظاہر ہو رہی ہے۔ جرم اتنا بڑھ گیا ہے اور اتنی بدامنی ہے کہ عالمی اندازوں کے مطابق گذشتہ سال ساری دنیا کے ممالک میں پاکستان کو بدامنی کے لحاظ سے نمبر ایک پر شمار کیا گیا۔ یہ بات پہلے کبھی وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتی تھی پاکستان دنیا کے ان ممالک میں شمار ہوتا تھا۔ جہاں امن مستحکم ہے۔ جہاں اس قسم کی بدامنی کے قصے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آیا کرتے تھے اور اب یہ ساری دنیا میں۔ نکاراگوا (NICARAGUA) اور جنوبی امریکہ کے دیگر ممالک، یہاں تک کہ لبنان (LEBANON) کو بھی، اس جائزے میں شامل کیا گیا ہے، پاکستان کو بدامنی کے لحاظ سے نمبر ایک قرار دیا ہے۔

پھر بدامنی کے جرائم کے علاوہ بھی، ڈرگز (DRUGS) کا استعمال، ایک دوسرے سے بد اخلاقی کرنا، ایک دوسرے کی حق تلفی کرنا گلیوں میں گالی گلوچ، دنیا پرستی میں بھی پاکستان بہت آگے بڑھ چکا ہے مذہب صرف اخباروں میں چھپنے والا نام رہ گیا ہے۔ انسانی زندگی میں مذہب کا بہت تھوڑا حصہ دکھائی دیتا ہے سوائے اس کے کہ مذہبی لباس پہنے ہوئے کچھ مولوی آپ کو نظر آنے شروع ہو جائیں۔ وہ ہر جگہ نظر آتے ہیں۔ ان کو پیسہ ملتا ہے۔ وہ اس کو استعمال کرتے ہیں۔ ہوائی جہازوں پر سفر کرتے ہیں۔ انہیں موٹریں ملتی ہیں، موٹر سائیکل ملتی ہیں جن میں بیٹھ کر وہ سفر کرتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کے پیچھے کوئی ہاتھ ہے جو ان کو پیسہ دے رہا ہے اور انہیں کسی مقصد کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ مذہب کی بیداری کے نتیجے میں یہ لوگ نظر نہیں آ رہے۔ اگر وہ مذہب کی بیداری کے نتیجے میں نظر آئیں تو مذہب دکھائی دینا چاہیئے۔ اعلیٰ اخلاق دکھائی دینے چاہئیں۔ مسجدیں آباد ہونی چاہئیں۔ غریبوں کی ہمدردی کے کام ہونے چاہئیں۔ ڈرگز (DRUGS) اور شراب نوشی اور بدکاریوں سے پرہیز ہونا چاہیئے۔ معاشرے میں اچھی باتیں سننے میں آنی چاہئیں۔ ملک اور قوم سے محبت بڑھنی چاہیئے۔

ان سب باتوں کا فقدان ہو۔

اور چوریاں، ڈاکہ زنی بڑھ جائے۔ ایک دوسرے کے مال غصب کرنے کے واقعات بڑھ جائیں۔ رشوت ستانی اتنی عام ہو جائے کہ اوپر سے نیچے تک کوئی خلا دکھائی نہ دے رہا ہو۔ ساری قوم گویا کہ رشوت میں مبتلا ہو گئی ہو۔ حرص اور لالچ بڑھ جائے تو پھر آپ ان داڑھیوں، اونچی شلواروں اور اس قسم کے خاص لباس کو آپ مذہب کا نشان قرار نہیں دے سکتے۔ کیونکہ جب مذہب کی سطح بلند ہوتی ہے اس وقت اگر یہ چیزیں نظر آئیں تو بہت پیاری دکھائی دیں گی اگر واقعۃً مذہبی اقدار بڑھ رہی ہوں تو پھر جتنی داڑھیاں آپ دیکھیں گے وہ چہروں پر زیب دیں گی، بہت ہی حسین دکھائی دیں گی کیونکہ وہ سنت نبوی کا نشان ہے۔ لیکن اگر بدکاریاں بڑھ رہی ہوں تو پھر یہ داڑھیاں ریاکاری کا نشان بن جاتی ہیں کیونکہ یہ مذہب کے نتیجے میں نہیں ہیں، ان کی جڑیں کسی اور چیز میں ہیں۔ اس لئے ہر پہلو سے ملک میں خوفناک اور دل ہلا دینے والی حالت ہے۔ تو اس موقعے پر میں آپ کو یہ نصیحت کرنی چاہتا ہوں کہ اس قوم کے بچنے کے لئے دعا کریں۔ یہ حادثہ تو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مظہر ہے۔ اس ناراضگی کے جو موجبات ہیں وہ کثرت کے ساتھ قوم میں ہر جگہ پھیلے پڑے ہیں۔ صرف احمدیت کی مخالفت کا سوال نہیں رہا۔ قوم ظالم ہو گئی ہے۔ قوم بددیانت ہوتی چلی جا رہی ہے۔ قوم کے اندر وہ سارے جرائم بڑھ رہے ہیں جن کے نتیجے میں قومیں پھر زندہ نہیں رہا کرتیں۔ اس لئے اس کی فکر کریں۔ اور اس رمضان مبارک میں خصوصیت کے ساتھ

قوم کی روحانی اور اخلاقی زندگی کے لئے دعا کریں

کہ اللہ تعالیٰ قوم کو اس ہلاکت سے بچا لے۔ احمدیوں کو اگر کوئی ایسی چیز نظر آئے جس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ دکھائی دیتا ہو تو وقتی طور پر ممکن ہے ان کے دل میں اطمینان بھی پیدا ہو اور وہ سمجھیں کہ خدا تعالیٰ نے آخر انتقام لیا۔ لیکن یہ چیز ایسی نہیں ہے جو آپ کا اجر ہو۔ آپ کا اجر تو اس بات میں ہے کہ قوم بچ جائے۔ قوم کی اصلاح ہو اور وہ تکذیب کے گناہ سے محفوظ ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے دل میں احساس ندامت پیدا کرے اسے استغفار کی طرف متوجہ فرمائے اور اسے توبہ کی توفیق دے۔ یہ ہے احمدیت کا پھل۔ اس لئے انتقام کو اپنا پھل نہ سمجھیں بلکہ مثبت چیزوں کی طرف متوجہ ہوں اور یہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس قوم کو جلد سے جلد احمدیت کی طرف متوجہ فرمائے اور یہ احساس پیدا کرے کہ کسی محرومیوں کی وجہ سے وہ خدا تعالیٰ کے عذاب کا شکار بن رہے ہیں۔

ابھی کل ہی مجھے پاکستان کے بہت ہی بڑے لکھنے والے شاعر اور ادیب، جو احمدی نہیں ہیں، کا خط ملا ہے لیکن انہوں نے یہی بات لکھی ہے کہ اب تو دن بدن یہ احساس بڑھتا جا رہا ہے ہم سوچنے والوں کے دلوں میں، کہ ہم نے کسی بڑی ہستی کا انکار کر دیا ہے اور خدا کی غیرت کو بھڑکایا ہے کچھ لوگوں پر ظلم کر کے اور انہوں نے اس رنگ میں باتیں کی ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ گو کھل کر بات بیان نہیں کی لیکن اپنے مافی الضمیر کو مجھ پر بہرحال واضح کر دیا ہے۔

اس قسم کے احساسات اسی رنگ میں اٹھ رہے ہیں اور اس لحاظ سے یہ ان کی علمی شخصیت کی صحیح تصویر ہے۔ وہ صرف یہ بیان نہیں کرنا چاہتے کہ مجھے پتہ لگ گیا ہے کہ یہ جماعت احمدیہ کی مخالفت کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے وہ ایک ایسے شخص کے طور پر اپنے مافی الضمیر کو بیان کر رہے ہیں جس کا شعور بیدار ہوتا چلا جا رہا ہے دن بدن اسے کچھ محسوس ہو رہا ہے۔ لیکن پوری طرح یقین نہیں ہو سکا

یہ احساس پیدا ہو رہا ہے

کہ یہ خدا ناراض؛ اور اسی قسم کی باتوں سے ناراض ہے۔ یہ آخری فیصلہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کے نتیجے میں ناراض ہے یا ان کے خلاف مہم چلانے کے نتیجے میں، یا عبادتوں میں خلل ہونے کے نتیجے میں ناراض ہے۔ یہ پوری طرح ظاہر کر قوم کے سوچنے والوں کے سامنے نہیں آیا۔ مگر اس نہج پر سوچ چل پڑی ہے۔ اس لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس سوچ کو آگے قدم بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ساری قوم میں خوب کھول کر اور نتھر کر یہ احساس بیدار ہو جائے کہ ہم نے بہت ظلم کیا ہے وقت کے امام کو جھٹلایا اس کی تکذیب کی اور بے حیائی میں آگے بڑھے۔ خدا تعالیٰ پر جسارت کی اور خدا کے معصوم بندوں کو اس کی عبادت سے روکا۔ یہ احساس پیدا ہو گیا تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ قوم بچ جائے گی اور احمدیت کی ترقی کے لئے ملک میں ایک نیا دور شروع ہو جائے گا۔ اور اب یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔ یہ قوم بچے گی تو احمدیت کی وجہ سے بچے گی اور اگر احمدیت سے ان کا یہ سلوک جاری رہا تو پھر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ ان کی طرف سے ہر دکھ سے محفوظ رکھے (آمین)

درخواست دعا :- مکرم سید ظہیر الدین محمود احمد صاحب بریلی پانچ روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے اپنے بیٹے عزیز مصطفیٰ مسلمہ جو نارودرن ریلوے میں ملازم ہے کے ۲۳ کو ہونے والے گریڈ ٹو میں ترقی کے امتحان میں نمایاں کامیابی ملنے کے لئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(ادارہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

کی

روح پرور مجلس علم و عرفان

منعقدہ ۲۹ ستمبر ۱۹۸۷ء بمقام ٹورانٹو۔ کینیڈا

مرتبہ :۔ محترمہ ثریا غسازی صاحبہ لندن

سوال :۔ مغربی ممالک میں احمدی بچے اسلام سے برگشتہ اور بیگانہ ہو رہے ہیں۔ ماں باپ کی پوری کوشش کے باوجود اس زہریلی سوسائٹی کا اثر احمدی بچوں کی تباہی کا موجب بن رہا ہے۔ اس مسئلے کا کیا حل ہے ۔؟

جواب :۔ حضور نے فرمایا کہ : ایسے والدین کے لئے میرا مشورہ یہی ہے کہ اپنے وطن واپس چلے جائیں۔ یہ مسئلہ ہر گھر کے ماحول کے مطابق مختلف نوعیت کا ہوگا۔ کیونکہ ہر گھر کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ فرض کر لینا کہ ہر احمدی گھرانے کے بچے مغربی فضا میں دین سے بیگانہ اور اسلام سے دور ہوتے جا رہے ہیں بالکل غلط ہے۔ کیونکہ میں ذاتی طور پر ایسے احمدی خاندانوں کو جانتا ہوں جن کے بچے بہترین احمدیہ روایات (Traditions) کے مطابق نہایت اخلاص رکھنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض اوقات وہ پاکستان سے نئے آنے والوں کے لئے نمونہ ہوتے ہیں کیونکہ بعض اوقات پاکستان سے آنے والے کمزوری دکھا جاتے ہیں۔ اس مسئلے کا حل اتنا آسان نہیں۔ کیونکہ بہت سے ایسے امور ہیں جو اس مسئلے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ پہلی بات جس طرح کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ ہر خاندان کی حالت دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ کیونکہ لوگوں کے رہنے سہنے کے طریقے ان کے خاندانی، معاشرتی تعلیمی پس منظر (Background) اور نئے پیدا شدہ مسئلوں کو حل کرنے کی اہلیت ایکدوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ نیز جن مقامات پر وہ رہ رہے ہیں یا جن سکولوں میں ان کے بچے جاتے ہیں اس کا بھی اثر بچوں کی تربیت پر پڑتا ہے۔ ٹورانٹو کے معاشرے کا جو معیار ہے وہ پورے کینیڈا کا نہیں۔ اسی طرح امریکہ کے قصبوں اور نیویارک کے معیار میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اس لئے میں نے اوپر کہا ہے کہ ہر خاندان کے مسئلے کی علیحدہ وجوہات ہیں اور ان کے مطابق ان کا حل تلاش کرنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی احمدی گھرانہ باوجود کوشش بسیار کے مخالف معاشرے میں اپنی اقدار کی حفاظت نہیں کر سکتا اور ان کو نظر آ رہا ہے کہ اُن کے بچے واقعی دین سے بیگانہ اور اسلام سے برگشتہ ہوتے جا رہے ہیں تو میرا ان کو یہی مشورہ ہے کہ اپنے بچوں کے دین کی حفاظت اور بقا کے لئے وہ اپنے ملکوں میں واپس چلے جائیں۔ یہ میرا ذاتی مشورہ نہیں بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشورہ ہے اور اسلامی احادیث میں صدیوں سے محفوظ چلا آ رہا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آنے والے زمانے کے متعلق پیشگوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ دجال کے زمانے میں معاشرہ اس قدر گندہ اور گھناؤنا ہو جائے گا کہ لوگوں کے لئے یہ ممکن نہیں رہے گا کہ اس زہریلے ماحول کے زہر سے بچ سکیں اور ہو سکتا ہے کہ ایک وقت ایسا آجائے کہ تمہارے لئے بہتر ہوگا کہ جنگلوں اور غاروں میں چلے جاؤ اور جنگلی جڑی بوٹیاں کھا کر گزارہ کر لو بہ نسبت اس کے کہ باہر کی گندی دنیا میں پھل کھا کر اپنی نسلوں اور اولادوں کو غارت کر دو کیونکہ ایسے وقت میں جو تم چھوڑ گئے وہ اس سے کہیں زیادہ نقصان دہ ہوگا جو تم اس دنیا سے حاصل کرو گے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا کہ میں جب ۱۹۷۸ء میں امریکہ آیا تو میری ملاقات ایک احمدی سے ہوئی جن کی بیٹیاں تھیں۔ میں اس کی بیٹیوں سے بھی ملا۔ ان کے اطوار اور طور طریقے دیکھ کر مجھے سخت پریشانی ہوئی۔ کیونکہ بچوں کو دیکھکر یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان کی فطرت میں سرکشی اور بغاوت ہے یا وہ فرمانبردار ہیں۔ آیا ان کی پرورش اسلامی معاشرے اور اقدار کے مطابق ہو رہی ہے یا بالکل مخالف سمت میں جا رہے ہیں۔ ان بچیوں کو دیکھکر مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ تباہی کی طرف جا رہی ہیں۔ میں نے ان کے باپ کو مشورہ دیا کہ اگر تم اپنی بچیوں کو بچانا چاہتے ہو تو فوراً پاکستان چلے جاؤ۔ اس نے میری بات نہ مانی۔ تین چار سال کے بعد ایک دن مجھے بتایا گیا کہ میرے ڈرائنگ روم میں ایک صاحب انتظار کر رہے ہیں۔ مجھے دیکھکر وہ بے اختیار بچوں کی طرح رونے لگا۔ اور کہنے لگا کہ میری لڑکیوں نے میرے خلاف بغاوت کر دی۔ اور ان کی ماں نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ انہوں نے میری ایک نہیں سُنی بلکہ کہا کہ ہم کورٹ میں جا کر جائیداد پر بھی قبضہ کر لیں گے۔ ہم اس معاشرے سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔ تم جاؤ جہاں دل چاہے مجبور ہو کر میں اکیلا پاکستان واپس لوٹ آیا ہوں۔ اور میری ساری اولاد میرے ہاتھ سے گئی۔ فرمایا اس لئے میں یہی کہوں گا کہ اگر تم یہ محسوس کرتے ہو کہ تمہاری اولاد خطرے میں ہے تو پاکستان چلے جاؤ۔ لیکن ہر ایک کے لئے میرا یہ مشورہ نہیں کیونکہ بے شمار لوگوں کو میں جانتا ہوں کہ وہ اسی معاشرہ میں رہتے ہوئے نہ صرف یہ کہ اپنی اولاد کی بہترین تربیت کر رہے ہیں بلکہ دوسرے لوگوں کو اسلام جیسی نعمت سے روشناس کرا رہے ہیں۔ لہٰذا احمدیوں کے لئے میرا ایک مشورہ یہ بھی ہے کہ تبلیغ میں پڑ جاؤ اور شکار بننے کی بجائے خود شکاری بن جاؤ۔ جو لوگ تبلیغ کرتے ہیں اور نہایت مستعدی اور کوشش سے اس فریضہ کو سرانجام دیتے ہیں، ان کے بچے اس زہریلے معاشرے میں ہرگز ضائع نہیں ہوتے۔ کیونکہ جب تبلیغ کرنے کے بعد وہ گھروں میں لوٹتے ہیں تو ان کے گھروں میں تبلیغ کا ذکر چلتا ہے اور بچے ان باتوں کو سُنتے ہیں نیز گھروں میں تبلیغ کی نیت سے جب لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور بچے ان مجلسوں میں شامل ہوتے ہیں۔ پھر وہ اپنے ماں باپ کی کوششوں کو پھل لگتا دیکھتے ہیں تو قدرتی طور پر ان میں وہ احساس کمتری پیدا نہیں ہوتا۔ جو اس سوسائٹی میں عموماً ان بچوں میں پیدا ہو جاتا ہے جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ تبلیغ کی بدولت تمام ممالک میں حالات تیزی سے بدل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے احمدی نہ صرف یہ کہ اسلام کو پھیلا رہے ہیں اور کثرت سے لوگوں کو اسلامی زمرے میں داخل کر رہے ہیں بلکہ جتنی مستعدی اور تیزی سے وہ تبلیغ کر رہے ہیں اسی رفتار سے ان کے اپنے بچے اس معاشرے سے محفوظ ہوتے چلے جاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا تیسری بات اس سلسلہ میں یہ کہوں گا کہ والدین میں بھی بعض Complexes ایسے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنے بچوں کی تربیت اسلامی معیار کے مطابق نہیں کر سکتے۔ اگرچہ ان میں سے ایک طبقہ ایسا ہے جو یورپین معاشرے اور ان کی مادی دلکشی سے پوری آگاہی رکھتے ہیں اور ان میں اتنی اہلیت ہے کہ وہ اپنے بچوں میں ایسی قابلیت پیدا کر دیں جن کی بدولت ان کے بچے غلط اور صحیح میں تفریق کر سکتے ہیں۔ بچوں کو اچھی طرح علم ہوتا ہے کہ ہمارے ماں باپ کس حد تک ہمارا غلط قدم برداشت کریں گے۔ بچوں کے طرز عمل سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے والدین کس قسم کے ہیں۔ بعض ماں باپ ایسے ہیں کہ وہ جب اپنے بچوں کی دنیاوی ترقیات کی تفصیل سنتے ہیں تو ان کا چہرہ خوشی سے کھل جاتا ہے بچے کی کامیابی پر ان کے فخریہ جذبات کا احساس ان کے چہرے کی چمک سے عیاں ہوتا ہے۔ جب بچے یہ کہتے ہیں کہ ان کو کلاس میں ڈرامے اور میوزک کے لئے چُنا گیا ہے تو ماں باپ کہتے ہیں کہ خوب! اب واقعی تم ترقی کر رہے ہو۔ لیکن اگر وہی بچہ نماز کی طرف توجہ نہ دے تو ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی اور نہ ہی انہیں کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ کہتے ہیں بچہ ہے بڑا ہو کر سیکھ جائے گا۔ کیا ایسا کر کے والدین خود ہی اپنے بچے کے مستقبل کی راہیں متعین نہیں کر دیتے! پھر بعض والدین ایسے ہیں جو بچوں کو مادری زبان نہیں سکھاتے۔ بلکہ بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارا بچہ اردو پنجابی یا پشتو نہیں بولتا۔ ان کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ مادری زبان نہ سکھا کر انہوں نے بچوں کو اس معاشرے کے خلاف ایک ہتھیار سے محروم کر دیا گیا ہے۔ یاد رکھو! اگر تم لوگوں نے اپنے بچوں کو مادری زبان نہ سکھائی اور اس پر فخر کیا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے اپنے بچوں کو اس گندے معاشرے کی طرف دھکیلنے میں سب سے بڑا دھکا خود دیدیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ زبان مذہب کا حصہ نہیں لیکن ایسے بچے جو اس قسم کے گھروں میں پلتے ہیں اور اپنے والدین کو لسانی لحاظ سے احساس کمتری میں مبتلا دیکھتے ہیں تو فطرتی طور پر ماں باپ کی طرف سے بغیر کسی اظہار کے یہ اندازہ لگا لیتے ہیں کہ کونسا معاشرہ

ان کے والدین کے لئے اہمیت اور برتری رکھتا ہے اور جب عملی طور پر یہ ثابت کر دیا جائے کہ ہماری قدریں کمتر اور اس معاشرے کی برتر ہیں تو پھر اس کے بعد آپ خواہ کتنی بھی بچوں کو دین سکھانے کی کوشش کریں وہ اس پر پوری توجہ نہیں دیں گے کیونکہ وہ والدین کے انداز فکر سے پوری آگاہی رکھتے ہیں۔ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہمارے ماں باپ ہماری دنیاوی معاملات میں کوتاہی پر ناراض ہوتے ہیں اور دین کی طرف سے بلاوا آئے تو نہ جانے پر انہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ ان کے ماں باپ کو خدام الاحمدیہ' اطفال الاحمدیہ کی طرف سے بلائے جانے پر توجہ نہ دینے کی وجہ سے یا لڑکیوں کی ناصرات وغیرہ کے اجلاسوں میں شمولیت نہ کرنے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ لیکن جب سکول یا کالج کا ایک پیریڈ بھی ضائع کریں تو وہ بے حد ناراض ہوتے ہیں۔ تو بچوں کو سمجھ آجاتی ہے کہ والدین کے لئے کون سی بات زیادہ اہمیت رکھتی ہے اور کونسی کم۔ والدین اپنی سوچ سے سمجھ اپنے طرز عمل سے غیر محسوس طریق سے اپنے بچے اپنے دشمنوں کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اور جب ایسا ہو جاتا ہے تو میرے پاس اس کا حل ڈھونڈنے آتے ہیں' بالکل اُن لڑکوں کی طرح جو سارا سال پڑھتے نہیں اور سال کے آخر میں گیس پیپرز (Guess papers) ڈھونڈنے نکل پڑتے ہیں۔ حضور اقدس نے فرمایا کہ میں گیس پیپر لکھنے والا نہیں ہوں۔ میں تو اس مسئلے کا سیدھا سادا حل بتا سکتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ والدین ہر قسم کے احساس کمتری سے نجات حاصل کریں اور اپنے آپ کو صحیح راستے پر گامزن کریں۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنے بچوں کے لئے دُعائیں مانگیں اور اسلام کی تبلیغ میں جُت جائیں۔ اگر ان باتوں پر عمل کیا جائے تو یہ ناممکن ہے کہ کوئی بچہ ضائع ہو۔ وہ اسلام کے بہادر سپاہیوں کی طرح جوان ہوں گے جو دوسروں کو شکار کریں گے خود شکار ہونے کی بجائے۔ میں پھر اس بات پر زور دیتا ہوں کہ اس مسئلے کے حل کے لئے سب سے پہلے ماں باپ اپنی ذہنی کیفیات کو بدلیں۔ اپنے مذہب پر پورا پورا ایمان رکھیں۔ اپنی اقدار کی پوری طرح حفاظت کریں۔ اسلامی احکامات پر پوری طرح خود عمل کریں۔ نظام احمدیت کی پیروی پورے یقین اور اعتماد سے کریں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کے بچے مکمل طور پر اسلامی اقدار کے سائے میں پروان چڑھیں گے۔ اگر وہ خود ایسا نہیں کریں گے تو پھر نظام جماعت کے پاس جانے کا کیا فائدہ ہے۔ کیونکہ نظام جماعت کسی پر زبردستی دین نہیں ٹھونس سکتا۔ وہ داروغہ نہیں۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی فرمایا ہے کہ تو داروغہ نہیں۔ تم نے کسی سے زبردستی نہیں کرنی کیونکہ تم کسی کے بارے میں جواب دہ نہیں ہو۔ نظام جماعت ان لوگوں کے لئے ہے جو نظام جماعت سے فائدہ اُٹھانا چاہیں وہ لوگ جو اپنے بچوں کو مسجدوں میں لے کر جاتے ہیں۔ جماعت کے کاموں میں خود بھی حصہ لیتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی حصہ دلواتے ہیں۔ جن کی بیویاں صحیح قسم کا پردہ کرتی ہیں' جن کے گھروں میں اسلام اور احمدیت کی تبلیغ ہوتی ہے۔ جن فیملیوں میں اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول سے محبت کا اظہار کیا جاتا ہے' جو نظام جماعت کے ساتھ پورا تعاون کرتے ہیں۔ اور بچوں کے سامنے بیٹھ کر جماعت کے عہدیداروں کی برائیاں نہیں کرتے۔ ان کے بچے ہرگز ضائع نہیں ہوتے۔ ان کو کسی بھی معاشرے میں کوئی خوف نہیں۔ لیکن جو لوگ ایسا نہیں کر سکتے ان کے لئے میرا مشورہ یہی ہے۔ کہ وہ اپنی اولاد کو بچانے کے لئے واپس چلے جائیں۔

سوال:- عرب حکومت نے احمدیوں کے حج ادا کرنے پر پابندی لگا رکھی ہے اس سلسلے میں جماعت کیا کر رہی ہے؟

جواب:- جماعت ہر جگہ عربوں سے رابطہ قائم کر رہی ہے۔ خاص طور پر عرب علماء سے جو لوگ براہ راست اس عمل کے ذمہ دار ہیں ان کو قرآن کریم کے الفاظ میں بنیادی خطوط لکھے جا رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ جلد ہی یہ صورت حال بدل جائے گی کیونکہ عرب اللہ تعالیٰ کے فضل سے کثرت سے احمدیت قبول کر رہے ہیں۔ پچھلے سال جتنے عربوں نے احمدیت قبول کی ہے اتنی تعداد نے بھی گزشتہ دس سال میں نہیں کی تھی اور احمدیت قبول کرنے والے افراد میں ہر طبقہ کے لوگ شامل ہیں۔ بلکہ وہ لوگ زیادہ ہیں جو معاشرے میں معزز اور معتبر سمجھے جاتے ہیں۔ حال ہی میں ناروے میں دو عرب صاحبان احمدی ہوئے ہیں۔ ایک کا تعلق عراق سے اور دوسرے کا مراکش سے ہے' احمدی ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک اپنے علاقے یعنی شمالی افریقہ میں اہل قلم اصحاب میں کافی مشہور ہیں۔ میں ان سے ملا ہوں۔ میں نے انہیں نہایت ذہین پایا ہے۔ وہ عربی' فرنچ اور انگلش پر مادری زبان کی طرح عبور رکھتے ہیں اور بیک وقت میری تقریر کا تین زبانوں میں ترجمہ کر سکتے تھے۔ اسی طرح (یو کے) کے گزشتہ جلسہ سالانہ میں اردن کے ایک عرب جن کا نام ابراہیم ابو نعاب ہے شرکت کی وہ چند ماہ قبل احمدیت قبول کر چکے تھے۔ وہ اتنی اہم شخصیت کے مالک تھے کہ ان کے احمدیت قبول کرنے پر اردن کے مفتی اعظم نے ٹیلیویژن پر آکر احمدیت کے خلاف بیان دیا اور کہا کہ اردن کی اہم شخصیت نے احمدیت قبول کر لی ہے گو اُن کا نام نہیں لیا گیا۔ لیکن جو تفصیلات انہوں نے بیان کیں ان سب کا اطلاق ابراہیم پر ہوتا تھا۔ بہر حال ایک تو یہ ردِ عمل ہے ہماری کوششوں کا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری معمولی کوششوں کو بڑے بڑے پھل لگا رہا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ احمدیت کے خلاف اقدام اُٹھانے والے دراصل احمدیت کی اصلیت سے بالکل نابلد ہیں اور جو کچھ غلط پراپیگنڈہ ان کے سامنے کیا جاتا ہے اس سے متاثر ہو جاتے ہیں اور اپنی رائے قائم کر لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ جب وہ آپ سے ملتے ہیں تو آپ کو اس سے بالکل اُلٹ پاتے ہیں۔ جو آپ کے متعلق کہا گیا تھا۔ اور بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں کہ آپ ان کو حقیقت بتانا بھی چاہیں تو وہ سُننے کو بالکل تیار نہیں ہوتے۔ اس صورت حال کا ازالہ کرنے کے لئے ہم مختلف کوششیں کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہماری پہلی کوشش یہ ہے کہ عربی میں ہر قسم کے موضوع پر کثیر تعداد میں لٹریچر شائع کر رہے ہیں جو پہلے نہیں ہوا۔ اس لٹریچر کو وسیع پیمانے پر تقسیم کرنے کی ایک سکیم تیار کی ہے جس کے تحت عرب لیڈرز کی ایک بڑی تعداد کو یہ لٹریچر بھجوایا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں ہمارا دوسرا قدم عربی کا ایک ماہوار رسالہ شائع کرنے کا پروگرام ہے جس میں ہر قسم کے موضوعات کے مختلف پہلوؤں کو زیر بحث لایا جائے گا۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ اس سکیم کے نیک اثرات ظاہر ہونے شروع ہو چکے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ لوگ احمدیت قبول کر رہے ہیں بلکہ کئی دوسرے معنوں میں بھی لوگ احمدیت سے متعارف ہو رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا عرب امارتوں میں کئی ایسے شیخ ہیں جنہوں نے صرف احمدیت کے مخالفین کی باتیں سُنی تھیں اب انہوں نے احمدیت کا دوسرا رُخ دیکھا ہے تو ان کی مخالفت اور تعصب میں کمی ہو رہی ہے۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عربی قصیدہ لکھ کر متعدد عرب امارتوں میں مختلف لوگوں کو بھجوایا تھا۔ ایک عرب امارت میں یہ قصیدہ وہاں خواتین کے رسالے میں کسی نے چھپوا دیا اور بہت پسند کیا گیا۔ مجھے اس کی اطلاع مل چکی تھی۔ لیکن آج صبح کی ڈاک میں مجھے ایک خط وہاں کے امیر کی بیوی کا موصول ہوا ہے کہ ہمیں اس قسم کا مواد بھجوائیں ہم اس کو فوراً شائع کروا دیں گے۔ حضور اقدس نے فرمایا کہ احمدیت (جو اپنی ذات میں نہایت خوبصورت چیز ہے) کی طرف ہر قسم کی برائی منسوب کی جا چکی ہے۔ لہٰذا اس صورت حال کو بدلنا پڑے گا۔ اور جہاں تک حج کا تعلق ہے پوری تاریخ میں ایک شخص کو حج سے روکا گیا تھا اور وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات تھی۔ آپ اور آپ کے صحابہ کرام وہ لوگ تھے جن کو کفار مکہ نے معاہدۂ امن کے تحت اس سال حج کرنے سے روک دیا تھا اور کہا تھا کہ اس معاہدہ کی رُو سے اگلے سال حج اور عمرہ کے لئے واپس آنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل مقابلہ نہیں کیا۔ حالانکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کرام بھی واپس جانے کے حق میں نہیں تھے۔ بلکہ آخری سانس تک لڑ کر حج کرنے کے خواہشمند تھے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی بات بھی نہیں مانی۔ ہمارے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل قابل پیروی ہے۔ باقی باتوں سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قدم قرآن کریم کی اُن آیات کی روشنی میں اُٹھایا تھا جن میں حکم ہے کہ تم پر حج صرف اس وقت فرض ہے جبکہ تمہارا راستہ محفوظ ہو۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے لئے اس وقت حج کا راستہ محفوظ نہیں تھا۔ اس لئے آپ نے

مکہ کی جانب ایک قدم بھی نہیں اُٹھایا۔ ہم بھی جب تک راستہ ہمارے لئے صاف نہ ہو جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرتے جائیں گے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جو سلوک اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے تھا وہی اب انشاء اللہ ہمارے ساتھ ہوگا۔ حضور اقدس نے مزید فرمایا کہ آپ کو معلوم ہے کہ حج کیوں کیا جاتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حج اگر قبول ہو جائے گا تو تمہارے ماضی کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ قبول نہ فرمائے تو یہ ایک بیکار اور ناکام کوشش ہے۔ وہ حج جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجبوری کی وجہ سے نہ کر سکے۔ اصولاً اس کا ثواب ان کو نہیں ملنا چاہیئے تھا۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سورۃ الفتح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے اس حج کے متعلق فرماتا ہے جو آپ ادا نہ کرسکے، اے اللہ کے نبی! اللہ کی خاطر حج سے باز رہنے کا ثواب یہ ہے کہ حج کرنے کی صورت میں صرف تمہارے ماضی کے گناہ معاف ہوتے تھے اب میں نے تمہارے وہ گناہ بھی معاف کر دیئے ہیں۔ جو آئندہ ہونے والے تھے۔ نیکی صرف ظاہری طور پر کرنے یا نہ کرنے کا نام نہیں۔ بلکہ نیکی کی اصل جڑ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور رضا کے سامنے سر جھکانا ہے۔ اللہ تعالیٰ بعض اوقات کسی کام کی نیت کرنے سے ہی اس کام کو قبول کر کے اس کا ثواب دیدیتا ہے۔ فرمایا مجھے پورا یقین ہے کہ جب تک سعودی حکومت احمدیوں کو حج کرنے کی اجازت نہیں دیتی مجھے ان لوگوں کے حج کے قبول ہونے میں شک ہو سکتا ہے جو وہاں حج کرنے جاتے ہیں لیکن مجھے ان احمدیوں کے حج کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں جو حج کرنے کی تڑپ دل میں رکھتے ہیں اور بوجہ پابندی کے وہاں جا نہیں سکتے۔"

(بشکریہ ہفت روزہ النصر لندن ۲۵/۱۱ر مارچ ۱۹۸۸ء)

قادیان دارالامان میں جلسہ یوم خلافت کا بابرکت انعقاد

رپورٹ مرتبہ۔ مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ناصر قادیان

قادیان ۲۷ر مئی۔ جماعتی روایات کے مطابق آج بعد نماز عصر ٹھیک پانچ بجے شام مسجد اقصیٰ میں لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے انتظام کے تحت جلسہ یوم خلافت کا بابرکت انعقاد عمل میں آیا۔ جس کی صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے فرمائی۔ مستورات کے لئے جلسہ سے استفادہ کا انتظام مسجد مبارک میں کیا گیا۔

اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم قاری نواب احمد صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ موصوف نے موقعہ کی مناسبت سے سورۂ نور کے ایک رکوع کی تلاوت کی بعدہٗ مکرم ناصر علی صاحب عثمان نے نظم

ہمارا خلافت پہ ایمان ہے
یہ ملت کی تنظیم کی جان ہے

خوش الحانی سے پڑھ کر سُنائی۔

اجلاس کی پہلی تقریر محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے "خلافت کا مقام اور اس کی اہمیت" کے عنوان پر کی۔ موصوف نے بتایا کہ خلافت رسول کی نیابت کا نام ہے جو کام رسول کی زندگی میں جاری و ساری ہوتا ہے وہ بعد میں خلافت کے زیر قیادت آجاتا ہے۔ آیت استخلاف میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ خلافت کا نظام مومنین کی جماعت میں قائم ہوگا۔ آپ نے خلافت راشدہ کے ساتھ اسلام کے چودہ سو سالہ دور کا موازنہ کرتے ہوئے خلافت حقّہ اسلامیہ کی اہمیت کو واضح کیا اور صحابہ کرامؓ کی قربانیوں کی مثال پیش کرتے ہوئے بتایا کہ انکی قربانیاں اس بات کی شہادت دے رہی ہیں کہ خلافت ایک عظیم ترین نعمت ہے۔ موصوف نے خلافت کی افادیت کو واضح کرتے ہوئے بتایا کہ آج عرب ممالک کے پاس تیل کے کنوئیں ہیں، دولت کی ریل پیل ہے مگر ان سے کوئی اسلامی خدمات سرانجام پا رہی ہیں۔ آج دنیا میں خلافت کے ذریعہ ایک ہاتھ پر جمع ہونیوالی صرف ایک ہی جماعت، یعنی جماعت احمدیہ ہے جو اشاعت اسلام اور تبلیغ دین میں ہمہ تن مصروف ہے۔ اسلامی لٹریچر تیار کرنے اور قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کرنے میں مال خرچ کرتی چلی جارہی ہے۔

اجلاس کی دوسری تقریر محترم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نائب صدر مجلس انصار اللہ نے "جماعت احمدیہ میں خلافت راشدہ کا قیام اور مخالفین کا عبرتناک انجام" کے عنوان پر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا تم میں نبوت قائم رہے گی اس کے بعد نبوت کے طریق پر خلافت جاری ہوگی۔ اس کے بعد ملوکیت و جبریت کا دور شروع ہوگا پھر اس کے بعد فیج اعوج کا دور آئے گا اور اس کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت شروع ہوگی۔ آنحضور صلعم کی پیشگوئی کے مطابق ۲۷ر مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ کے ہاتھ پر جمع ہوگئی تھی۔ مخالفین کے عبرتناک انجام پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے بتایا کہ غیر مبائعین جو جماعت سے الگ ہو کر کہا کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ جماعت کی اکثریت ہے۔ اور مرزا محمودؓ کے ساتھ چند افراد ہیں۔ ان پر تھوڑے ہی دنوں میں ثابت ہوگیا کہ اکثریت کس کے ساتھ ہے۔ موصوف نے بتایا کہ ان کا انجام اس سے زیادہ کیا عبرتناک ہو سکتا ہے کہ آج اس جلسہ میں جتنی حاضری ہے اتنی تو ان کے جلسہ سالانہ پر بھی نہیں ہوتی۔ وہ دن بدن گھٹتے چلے گئے حتیٰ کہ آج وہ انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں مگر اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ خلافت جیسی نعمت عظمیٰ سے وابستہ رہ کر کامیابی و کامرانی کی منازل بڑی سرعت کے ساتھ طے کرتی چلی جارہی ہے۔

تیسری تقریر مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے "خلافت رابعہ کے کارنامے" کے عنوان پر کی۔ موصوف نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خلافت پر متمکن ہوئے چھ سال ہو رہے ہیں۔ اور یہ چھ سالہ دور بے چینی، بدامنی اور ابتلاء کا دور ہونے کے باوجود خدا تعالیٰ کے بے شمار افضال کا حامل رہا ہے۔ اس دور میں جماعت کو تبلیغ و تربیت کے میدان میں غیر معمولی کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے خلافت پر متمکن ہوتے ہی سب سے پہلے مرکزی مجلس شوریٰ کا قیام فرمایا اور پھر منصوبہ بندی کمیشنوں کا قیام فرمایا۔ تربیتی پہلو کے تحت حضور انور نے جماعت کو دوبارہ آگے صفوں نمازوں کے کام پر اور بالخصوص خصوصیت کے ساتھ نماز باجماعت کا پابند کیا۔ اور اپنے عہد خلافت کے پہلے جلسہ سالانہ پر مستورات کو پردہ کی پابندی کی طرف توجہ دلائی۔ جس کے حیرت انگیز نتائج ظاہر ہوئے۔ اسی طرح کیسٹس اسکیم ہے جس کے ذریعہ تربیت اور تبلیغ دونوں کام ہوتے جارہے ہیں۔ اس بابرکت دور میں مختلف تحریکات جیسے انصار اللہ دستی۔ بیوت الحمد۔ سیدنا بلالؓ فنڈ۔ نئے مراکز۔ غیروں میں تبلیغ۔ کمپیوٹرائز جدید پریس کا قیام۔ تراجم قرآن مجید کی اشاعت باشرح چندہ جات کی ادائیگی اور تحریک داعی الی اللہ وغیرہ خلافت رابعہ کے عظیم کارنامے ہیں۔

آخر میں محترم صدر اجلاس نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ خلافت ایک عظیم نعمت ہے اگر اس کی قدر کروگے تو یہ نعمت تم میں باقی رہے گی اگر قدر نہ کروگے تو یہ انعام چھین لیا جائیگا آپ نے خلافت راشدہ کے بعد کی حالت کو پیش کرتے ہوئے حاضرین کو توجہ دلائی کہ صرف سال میں ایک بار یہ جلسہ منعقد کر لینا کافی نہیں۔ بلکہ ہر گھر، ہر مجلس اور ہر محفل میں اس کی اہمیت و افادیت کا ذکر جاری رہنا چاہیئے۔ آنے والی نسلوں میں بھی خلافت کی قدر و منزلت کو ذہن نشین کرانا ضروری ہے۔ نیز فرمایا کہ صحابہ کرامؓ کی قربانیاں یہ بتا رہی ہیں کہ آنیوالی نسلوں کو خلافت جیسی عظیم نعمت کی کس رنگ میں قدر کرنی چاہیئے۔

اس پُر اثر اور بصیرت افروز خطاب کے بعد محترم موصوف نے اجتماعی دعا کرائی جس کے ساتھ ہی شام ساڑھے چھ بجے یہ بابرکت تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

درخواست دُعائے مغفرت

مکرم چوہدری مبشر احمد صاحب ویسٹ جرمنی اپنی والدہ مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ مرحومہ اور ہمشیرہ بشریٰ خانم صاحبہ مرحومہ جو ۸ر فروری ۱۹۸۸ء کو وفات پاگئی ہیں، کی مغفرت و درجات کی بلندی [illegible] اور سب پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے احباب جماعت سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(مرزا وسیم احمد قادیان)

اُذکُرُوا محاسنَ موتاکم بالخیر

والدِ بزرگوار محترم مولوی سید ابراہیم حسین صاحب مرحوم

از مکرم سید سلیمان صاحب مہدی پٹنہ کالونی سعید آباد۔ حیدرآباد

میرے والد محترم مولوی سید ابراہیم صاحب مرحوم پستہ قد، پختہ رنگ اور اچھے گٹھیلے جسم کے مالک فوجی گھوڑ سوار تھے۔ آپ کے والد سید اکبر صاحب مرحوم اچھے خاندان کے موروثی جاگیردار تھے اور ان کی جاگیر کا نام علی نور تھا۔ مولوی سید ابراہیم صاحب کی تعلیم معمولی تھی۔ اور فوج کی ملازمت کے لئے اس زمانے میں تعلیم ضروری نہیں سمجھی جاتی تھی۔ والد مرحوم کی تاریخ پیدائش کا کوئی علم نہیں ہے۔ ان کو بچپن ہی سے مذہب سے لگاؤ تھا اور علماء و بزرگان کے وعظ وغیرہ مذہبی نشستوں میں شریک رہا کرتے تھے۔

والد مرحوم اپنے قیام قلعہ گولکنڈہ کے دوران بالکل نوعمری میں ایک نامی گرامی مرشد کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کے مرید ہو گئے۔ اس زمانے میں بچوں کے سر پر تھوڑے سے بال رکھ کر "منت کی چوٹیاں" ڈالی جاتی تھیں۔ مرشد کے زیر اثر والد صاحب نے یہ بدعتی رسم اس طرح توڑی کہ خود ہی حجام کے پاس جا کر وہ چوٹیاں کٹوا دیں جس پر گھر کی بزرگ خواتین ناراض بھی ہوئیں۔ اس وقت والد صاحب کی تنخواہ صرف پانچ روپیہ تھی اور وہ جمعرات کے بازار میں "تہہ بازاری" وصول کیا کرتے تھے جو غالباً محکمہ بلدیہ کی نوکری تھی۔ لیکن اتنے متقی اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے کہ خود ان کے پیر کی نظر انتخاب اپنی لڑکی کے رشتہ کے لئے ان پر پڑی۔ اور شادی ہو گئی۔ جس کی وجہ سے پیر صاحب کے اہل خاندان اور بعض مرید بھی ناراض ہو گئے۔

اسی زمانہ میں پیر جی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا پیغام ملا۔ اور غالباً انہوں نے حضور کی کچھ کتب کا مطالعہ بھی کیا۔ جس کے نتیجہ میں انہوں نے اپنے مریدوں میں اعلان کر دیا کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی مسیح زماں اور مہدی موعود ہیں۔ اسی پر ان کے مریدوں میں ایک بے چینی پیدا ہوئی اور وہ ان کے خلاف ناراضگی کا اظہار کرنے لگے۔ لیکن ان ہی مریدوں میں سے محترم مولوی بہاؤالدین خان صاحب مرحوم، محترم سید ابراہیم صاحب اور مکرم مرزا احمد اللہ بیگ صاحب کے والد یا دادا مرحوم کو قبولِ حق کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

والد صاحب کے کثیر العیال ہو جانے پر ان کے چھوٹے بھائی نے ان کو اقبال الدولہ مرحوم کی فوج میں ملازم کرایا اور وہ عرصہ دراز تک فوج میں ملازم رہے اور جب گھٹنوں میں تکلیف کے باعث فوج کی خدمت کے قابل نہیں رہے تو انہوں نے اپنے بڑے فرزند سید نظام الدین (جو اب تک غیر احمدی ہیں) کو اپنی جگہ فوج میں رکھوا کر خود حیدرآباد میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ اور "مسجد احمدیہ بی بی بازار" میں بطور مؤذن و نگران کار تا زیست خدمت انجام دیتے رہے۔

والد صاحب مرحوم اگرچہ کثیر العیال تھے، لیکن اس وقت ان کے صرف دو فرزند اور ایک دختر بقید حیات ہیں۔ جن میں سے صرف خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے احمدیت پر قائم رہنے اور خدمت سلسلہ کی توفیق بخشی ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار اوائل عمر ہی سے ملازمت میں رہا۔ اور جب بھی والد صاحب کو اپنی تنخواہ لا کر دیتا تو آپ سب سے پہلے اس میں سے چندہ ادا کر دیتے۔ خود ان کو جماعت سے صرف ۱۲/ روپے ماہانہ تنخواہ ملتی تھی۔ اس میں سے بھی آپ پابندی کے ساتھ دو ڈھائی روپیہ ہر ماہ چندہ ادا کرتے تھے اور اہلیہ کی مخالفت کے باوجود ہمیشہ چندہ کی ادائیگی میں غیر معمولی دلچسپی لیتے تھے۔

والد صاحب مرحوم کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی تھی کہ ان کے بچوں کا احمدی گھرانوں میں رشتہ ہو۔ لیکن بڑے بیٹے سید نظام الدین صاحب کا تو جماعت سے تعلق تھا ہی نہیں اور بیٹی کی شادی عرصہ پہلے غیر احمدیوں میں ہو چکی تھی۔ خاکسار کے رشتہ کے تعلق سے احمدی گھرانوں سے جو بھی پیغام آتا وہ والدہ صاحبہ کو پسند نہ آتا۔ بالآخر ان کی ایماء پر غیر احمدی حقیقی چچازاد بہن سے رشتہ طے پا گیا۔ اور منگنی کے لئے دوسرے دن صبح تانڈور جانے کا پروگرام بھی طے ہو گیا۔ اچانک شام کو محترم مولوی سید بشارت احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد نے والد صاحب کو بلا کر محترم عظیم الدین صاحب احمدی مرحوم کی بیٹی سے خاکسار کے رشتہ کی تجویز رکھی۔ جس پر غیر احمدی چچازاد بہن سے منگنی کا پروگرام ملتوی کر کے محترم عظیم الدین صاحب احمدی مرحوم کی لڑکی دیکھنے کا پروگرام بنا اور یوں والد صاحب کی یہ دلی تمنا پوری ہوئی کہ احمدی لڑکی سے شادی کی وجہ سے خاکسار کا بھی احمدیت سے تعلق مضبوط ہو جائے گا اور ہوا بھی یہی۔

محترم والد صاحب کی نیک نفسی بے مثال تھی جس کی بعض مثالیں یاد آتی ہیں تو روح پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اس زمانے میں اگر غریب کاشتکار سرکاری محصول ادا نہ کرتا تو اسے تحصیل کے سامنے وزن سر پر رکھ کر ٹہلایا جاتا اور مختلف قسم کی اذیتیں دی جاتیں لیکن اگر والد صاحب کو تنخواہ مل جاتی اور ایسا کوئی منظر ان کے سامنے آتا تو وہ فوراً اس مظلوم کی دستگیری فرماتے۔ باوجود تنگدست ہونے کے اگر کوئی غریب مسافر، مہمان یا سوالی گھر پر آتا تو اپنے حصے کا کھانا اسے کھلا کر بے حد خوش ہوتے۔ ان کی اس فراخ دلی کی وجہ سے والدہ صاحبہ اکثر ناراض رہتیں مگر آپ ان کی خدمت میں بھی پیش پیش رہتے اور ہمیشہ یہ فرماتے کہ یہ میرے پیر جی کی بیٹی ہے۔

غیر اللہ کے نام پر دی گئی دعوتوں میں شمولیت سے پرہیز کرتے اور گھر والوں کو بھی ان میں شرکت سے منع فرماتے۔ ایک مرتبہ آپ کے افسر اعلیٰ نے جو بہت دور دوسرے مقام پر رہتا تھا، خصوصی دعوت کا اہتمام کیا۔ آپ خاصا لمبا سفر طے کر کے اس کی دعوت میں شرکت کے لئے پہنچے تو معلوم ہوا کہ وہ گیارہویں کی دعوت ہے اور اس پر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح کی فاتحہ پڑھی گئی ہے یہ سُن کر انہوں نے کھانے سے اجتناب کیا اور کچھ چنے وغیرہ خرید کر کھا لئے اور پانی پی لیا۔ جب اس افسر کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے ناراضگی کا اظہار کیا اور لوگوں سے کہا کہ میں اس قادیانی کو نہ بُلاتا تو اچھا تھا۔ اس کے بعد آپ تو رات کو آرام سے سو گئے، مگر وہ شب بیدار رات بھر قے اور پاخانوں سے شدید بیمار رہا۔ مسجد احمدیہ بی بی بازار جس علاقہ میں ہے وہاں شیعوں کی اکثریت ہے۔ اُن کی طرف سے "مجلسوں" یا دیگر مذہبی دعوتوں میں شرکت کے لئے بلایا جاتا تو گھر والوں کو سختی سے منع کرتے اور کہا کرتے کہ ایسی محفلوں کو زینت بخشنا ایمان والوں کے لئے مناسب نہیں۔

آپ کی قبولیت دُعا کے بے شمار واقعات میں سے ایک اہم واقعہ یہ ہے کہ جب "گُڈم پروجیکٹ" بن رہا تھا تو کیمپ میں صرف تاڑ کے پتوں کی جھونپڑیاں تھیں اور دو روپیہ بازار اور زکاتی بھی ان ہی جھونپڑیوں میں تھیں ایک دن اچانک ان جھونپڑیوں میں آگ لگ گئی اور ہوا تیز ہو گئی جس کی وجہ سے آگ ایک جھونپڑے سے دوسرے جھونپڑے کی طرف اتنی تیزی سے پھیلنے لگی۔ کہ لوگ دیوانہ وار اپنی جانیں بچانے، اپنا اثاثہ جھونپڑیوں سے باہر پھینکنے اور آگ بجھانے میں جٹ گئے۔ محترم والد صاحب نے اس منظر کو دیکھ کر انتہائی پریشانی کے عالم میں اپنے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے اور اذان دینی شروع کر دی۔ بظاہر یہ عجیب و غریب حرکت تھی۔ لیکن ان کے اذان ختم کرتے ہی ہوا چلنی بند ہو گئی اور آگ پر قابو پانا آسان ہو گیا۔ اس طرح انہوں نے اپنی اذان سے ایک جلتی ہوئی بستی کو تباہی سے بچا لیا۔ یہ واقعہ سینکڑوں لوگوں کا چشم دید ہے۔

"گُڈم پروجیکٹ" ہی کا ایک واقعہ برادرم عبد الوحید صاحب انصاری بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد مولوی عبد الواحد صاحب انصاری مرحوم وہاں دواخانے میں کمپاؤنڈر تھے اور محترم سید ابراہیم مرحوم اکثر ان کے گھر آتے رہتے تھے۔ وحید صاحب اس زمانے میں کمسن بچے تھے اور چھٹیاں گذارنے اپنے والد کے پاس آئے ہوئے تھے۔ جب سید ابراہیم صاحب کو معلوم ہوا کہ ان کے

پاس تفسیر کبیر ہے تو اکثر و بیشتر وحید صاحب سے تفسیر کبیر پڑھوا کر سنا کرتے تھے۔

تبلیغ کے معاملے میں خاصا جوش رکھتے تھے۔ اپنے غیر احمدی دوستوں اور رشتہ داروں کو تبلیغ کرتے رہتے اور ہمیشہ جوش کے ساتھ یہ کہا کرتے کہ جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو پہچانے بغیر مر جائے گا وہ جاہلیت کی موت مریگا۔

اکثر سچے خواب اور رویا دیکھتے تھے جن میں سے بہت سے ان کی زندگی میں اور بہت سے ان کی وفات کے بعد پورے ہوئے۔ ہمیشہ یہ دعا کرتے تھے کہ ان کو مرض الموت صرف ایک ہفتہ کی ہو۔ تا اس دنیا کا کھایا پیا صاف ہو جائے اور تیمارداری کرنے والوں کو بیزاری نہ ہو۔ چنانچہ یہی ہوا۔ ایک ہفتہ اسی طرح بیمار رہنے کو بظاہر بالکل معمولی بات معلوم ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ علاج معالجہ کی طرف بھی کوئی خاص توجہ نہ کی گئی اور جس روز انتقال ہونے والا تھا۔ اس سے بارہ گھنٹے قبل رات کو فرمایا کہ اب میرا آخری وقت ختم ہو چکا۔ نیز یہ کہ آقا کی طرف سے محترم مولوی سید بشارت احمد صاحب مرحوم (سابق امیر جماعت) جو خود بھی ان دنوں بیمار تھے۔ اور مکرم مولوی احمد حسین صاحب مرحوم (سابق نائب امیر جماعت) کو السلام علیکم کہدینا۔ "میری منزل بہت دور ہے۔" اس کے تقریباً بارہ گھنٹے بعد بتاریخ ۲۱؍اگست ۱۹۸۳ء بروز چہارشنبہ بوقت صبح چھ بجے ان کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بوقت وفات ان کی عمر تقریباً ۹۵ سال تھی۔ احمدیہ قبرستان میں جگہ نہ ہونے کے اندیشے سے ان کو چنچل گوڑہ کے آب دار خانہ والے قبرستان میں جو لب سڑک واقع ہے، مکرم مولوی احمد حسین صاحب مرحوم سابق نائب امیر جماعت کی نشاندہی پر بعض احمدی مرحومین کی قبروں کے پہلو ہی دفن کر دیا گیا۔ مرحوم بفضلہ تعالیٰ موصی تھے لیکن اس وقت اتنی استطاعت نہیں تھی کہ تابوت اور صندوق بنوایا جاتا اور امانتاً دفن کیا جاتا۔ اس لئے مستقل تدفین کی گئی۔ اللّٰھم اغفرہ وارحمہ وادخلہ فی جنۃ النعیم

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے، والد مرحوم کی اولاد میں سے صرف خاکسار ہی کو احمدیت قبول کرنے اور سلسلہ سے وابستہ رہنے کی توفیق ملی۔ خاکسار کے پانچ بیٹے یعنی عزیز سید بشیر احمد، عزیز سید ناصر احمد، عزیز سید طاہر احمد، عزیز سید انور احمد اور عزیز سید احمد سلمہم اللہ تعالیٰ ہیں جن میں تین بیٹے نیز تین بیٹیوں میں سے دو بیٹیاں یعنی صغریٰ بیگم اور عزیزہ ماجدہ بیگم سلمہا بفضلہ تعالیٰ احمدی گھرانوں میں شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں۔ اور یہ سارا خاندان احمدیت پر جان نثار ہے۔ الحمد للہ۔

قارئین سے محترم والد صاحب مرحوم کی مغفرت و بلندی درجات اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

قادیان میں ایس ٹی ڈی فون کی سہولت

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے تحریر ہے کہ قادیان کے ٹیلیفون ایکسچینج کو ایس ٹی ڈی فون کے لئے نیشنل کوڈ نمبر 01872 الاٹ ہوا ہے۔ بیرون ملک کی جماعتیں اگر قادیان سے براہ راست رابطہ قائم کرنا چاہیں تو وہ اپنے ملک سے انڈیا کا کوڈ نمبر (جو ہر ملک سے الگ الگ ہو گا) ڈائل کرنے کے بعد علی الترتیب پنجاب کا کوڈ نمبر ۹۱۱۔ بٹالہ کوٹ کا کوڈ نمبر 86۔ اور قادیان کا کوڈ نمبر ۲ ڈائل کریں اور قادیان ایکسچینج سے رابطہ قائم ہونے پر اس سے درج ذیل فون نمبروں میں سے کسی بھی نمبر پر ادارے یا احمدی دوست کا فون نمبر طلب کریں۔ اندرون ملک صوبہ پنجاب سے باہر کی جماعتیں بھی 01872 ۔ 86 ۔ ۹۱۱ پر قادیان ایکسچینج سے براہ راست رابطہ قائم کر سکتی ہیں۔ قادیان میں جماعتی اداروں وغیرہ کے فون نمبر یہ ہیں:

(۱) نظارت امور عامہ	55	(8) مکان مکرم ماسٹر محمد یعقوب صاحب	187
(۲) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب	65	(9) " " چوہدری مبارک علی صاحب	191
(۳) مکرم محمد دین خان صاحب درویش	101	(10) " " مولوی محمد یعقوب صاحب	197
(4) نظارت جائیداد	105		
(5) ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ناصر	114		
(6) دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ	139		
(7) دفتر انصار اللہ مرکزیہ	186		

نوٹ:۔ نظارت امور عامہ کا فون نمبر 35 چوبیس گھنٹے قابل استعمال ہے۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

پروگرام دورہ نمائندگان تحریک جدید

عالمگیر غلبۂ اسلام کے لئے تحریک جدید عظیم الشان جہاد کبیر ہے۔ اور تحریک جدید کا چندہ صدقہ جاریہ ہے۔ اضافہ اور وصولی چندہ تحریک جدید کے لئے نمائندگان تحریک جدید مندرجہ ذیل جماعتوں کا دورہ کریں گے لہٰذا جملہ احباب جماعت، عہدیداران، مبلغین و معلمین حضرات بھرپور تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

پروگرام دورہ مکرم وکیل المال ثانی تحریک جدید

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
لکھنؤ	۲۳/۵/۸۸	۳	۲۶/۵/۸۸	کوئمبٹور	۱۵/۶/۸۸	۲	۱۷/۶/۸۸
کانپور	۲۶	۲	۲۸	ارناکولم	۱۷	۲	۱۹
بنگلور	۲۸	۲	۳۰	کروناگپلی	۱۹	۳	۲۲
مرکرہ	۳۰	۳	۲/۶/۸۸	میلاپالیم	۲۲	۲	۲۴
کینانور	۲/۶/۸۸	۵	۷	مدراس	۲۴	۵	۲۹
کالیکٹ	۷	۴	۱۱	حیدرآباد	۲۹	۵	۴/۷/۸۸
میلاپورم	۱۱	۲	۱۳	قادیان	۴/۷/۸۸	-	-
پالگھاٹ	۱۳	۲	۱۵	—	-	-	-

پروگرام دورہ نمائندہ تحریک جدید

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	-	جمشید پور	۱۲/۶/۸۸	۳	۱۵/۶/۸۸
بمبئی	۲۷	۳	۳۰/۵/۸۸	[illegible]	۱۶	۳	۱۹
عثمان آباد	۱/۶/۸۸	۱	۲/۶/۸۸	یادگیر	۲۰	۲	۲۲
ساونت واڑی	۳	۲	۵	شاہ آباد	۲۲	۱	۲۳
بلگام	۵	۱	۶	گلبرگہ	[illegible]	۱	[illegible]
[illegible]	[illegible]	۳	۹	حیدرآباد	۲۴	۴	۲۸/۶/۸۸
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۱	قادیان	۲/۷/۸۸	-	-

پروگرام دورہ مکرم [illegible] انسپکٹر تحریک جدید

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	-	کوربل	۴/۶/۸۸	۳	۷/۶/۸۸
[illegible]	۱/۵/۸۸	۱	۲/۵/۸۸	[illegible]	۵	-	-
[illegible]	۱۱	۳	۱۴	باندی پور	-	-	-
سرینگر	۱۴	۲	۱۶	شوپیاں [illegible]	-	-	-
اونتی گام	[illegible]	۱	[illegible]	سوپور [illegible]	-	-	-
ترکپورہ	۱۷	۱	۱۸	[illegible]	-	۱	۱۱
ہاری پاری گام	۱۸	۱	۱۹	[illegible]	۱۱	۱	[illegible]
اسلام آباد۔ بیج بہاڑہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	سرینگر	[illegible]	-	۱۴
[illegible]	۲۱	۱	۲۲	جموں	۱۴	۱	۱۵
ناصر آباد	۲۲	۳	۲۵	درہ دلیان	۱۵	۱	۱۶
شورت	۲۵	۲	۲۷	[illegible]	۱۶	۱	۱۷
[illegible]	۲۷	۲	۲۹	کالابن۔ [illegible]	۱۷	۲	۱۹
[illegible]	۲۹	۱	۳۰	[illegible] کوٹ	۱۹	۲	۲۱
[illegible]	۳۰	۱	۱/۶/۸۸	[illegible]	۲۱	۱	۲۲
آسنور	۱/۶/۸۸	۳	۴	قادیان	۲۲	-	-

پروگرام کے طور پر مورخہ ۹/۴/۸۸ کو بعد نماز مغرب خاکسار کی زیر صدارت جلسہ سیرت النبی منعقد ہوا۔ محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس انصار اللہ بھارت اس جلسہ میں مہمان خصوصی تھے۔ مکرم عبداللطیف صاحب خادم مسجد کلکتہ کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم عبدالمنان صاحب کیبرہ کی بزبان بنگلہ نعت خوانی کے بعد مکرم نور احمد صاحب صدر جماعت گنگا پور اور مکرم رضا علی صاحب صدر جماعت احمدیہ ہوگلہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف دلکش پہلوؤں پر اور مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ عالمی برادری و اخوت، مذہبی رواداری اور اسلامی مساوات کے قیام پر روشنی ڈالی۔ ازاں بعد مہمان خصوصی محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ روحانیت کا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ بھی آپ کی سچی غلامی سے وابستہ ہے یہی وہ مقام خاتم النبیین ہے جو شرف اور آپ کو عطا ہوا۔ آخر میں خاکسار نے اپنی صدارتی تقریر میں مختلف زبانوں اور فرقہ وارانہ مشاہدات کی روشنی میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا۔ دعا کے ساتھ جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔

جلسہ پیشوایان مذاہب

دوسرے روز یعنی مورخہ ۱۰/۴/۸۸ کو محترم محمد انعام صاحب غوری کی زیر صدارت بعد نماز عصر جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد ہوا۔ محترم سید محمد نور عالم صاحب احمدی امیر جماعت کلکتہ اس جلسہ کے مہمان خصوصی تھے۔ مکرم محمد رمضان علی صاحب ہوگلہ کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم عبدالمنان صاحب کیبرہ نے مذہبی رواداری اور قومی یکجہتی سے متعلق ایک بنگلہ نظم پیش کی۔ بعدہ مہمان خصوصی محترم سید محمد نور عالم صاحب نے موجودہ زمانہ کی بے چینی اور آئے دن کے فرقہ وارانہ فسادات کا ذکر کرتے ہوئے محبت، پیار اور مذہبی رواداری کے قرآنی اصول بیان کئے اور جلسہ کی غرض وغایت پر روشنی ڈالی۔

جلسہ کی پہلی تقریر مکرم نور احمد صاحب صدر جماعت گنگا رام پور کی تھی۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ خصوصاً دشمنوں سے حسن سلوک کے پہلو کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا۔

بعدہ شری کرشن جی مہاراج کی سیرت و سوانح کے موضوع پر جناب پروفیسر رابندر ناتھ سرکار ہیڈ آف دی انگلش ڈیپارٹمنٹ وکٹوریہ کالج نے تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی مذہبی رواداری کی تعریف بھی کی اور بتایا کہ موجودہ حالات میں سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ دوسروں کے مذہبی جذبات کی قدر کریں۔ جماعت احمدیہ اس قسم کے جلسے کر کے انسانیت کی بہت بڑی خدمت کر رہی ہے جس کے لئے وہ مبارکباد کی مستحق ہے۔ بعدہ شری اناکا بندھو آف سالار نے اپنی تقریر میں بتایا کہ میں بارہا اس امکان پر غور کر چکا ہوں کہ کاش ہندو اور مسلمان آپس میں بھائیوں کی طرح بیٹھ کر ایک دوسرے کے خیالات سنیں اور اپنی غلطیوں کو دور کریں۔ آج میں جماعت احمدیہ کے اس جرأت مندانہ اقدام پر بے حد خوش ہوں۔ مذہبی منافرت دور کرنے کے لئے اس قسم کے جلسوں کا انعقاد بہت ضروری ہے۔ موصوف نے اپنی تقریر میں دھرم شاستروں کے حوالے سے ثابت کیا کہ بھگوان کا سچا بھگت وہی ہے جو بلا امتیاز رنگ و نسل دوسرے انسانوں کی خدمت کرتا اور ان سے پریم کرتا ہے۔

چوتھی تقریر سیرت و سوانح حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کے عنوان پر خاکسار نے کی۔ موعود اقوام عالم کے ظہور کی مختلف مذاہب کی کتب سے ثابت کرتے ہوئے خاکسار نے حضور کی بعثت کا مقصد بیان کیا نیز ہستی باری تعالیٰ، عصمت انبیاء، مذہبی رواداری، بنی نوع کی ہمدردی وغیرہ امور کے بارے میں آپ کی تعلیمات کو پیش کیا۔ خاکسار کے بعد شری ہری چرن سرکار سیکنڈ ہیڈ ماسٹر سالار ہائی سکول نے شری رامچندر جی مہاراج کی سیرت و سوانح پر تقریر کی آپ نے بھی جماعت احمدیہ کا اس جلسہ کے انعقاد پر شکریہ اور خوشی کا اظہار کیا اور بتایا کہ رامائن میں درج راجہ دشرتھ کے واقعہ میں ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نمونہ اور سبق ہے کہ ایفائے عہد والدین کی اطاعت میاں بیوی کے حقوق نیز بدی کو مٹانے کے لئے کس قسم کی قربانی اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔

چھٹی تقریر محترم ماسٹر مشرق علی صاحب کی تھی آپ نے حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک و مطہر سیرت پر کی۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور مذہبی رواداری اور حقیقی مساوات کے انسانی وغیرہ امور پر وضاحت سے روشنی ڈالی۔ بعدہ صدر جلسہ محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پُر معارف نعتیہ منظوم کلام اچھی آواز میں پڑھ کر سنایا۔ مکرم ابو الانصار صاحب صدر جماعت سالار نے مقررین و سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں صدر جلسہ مکرم محمد انعام صاحب غوری نے فرمایا کہ تمام مذاہب میں خدا تعالیٰ کی ذات واحد قدر مشترک ہے اور اسلام نے تمام مذاہب کو اسی قدر مشترکہ کی طرف دعوت دی ہے اور اعلان فرمایا ہے کہ اس کی پیروی سے وہ تمام انعامات روحانی آج بھی مل سکتے ہیں جو کسی زمانہ میں دوسرے مذاہب کی پیروی سے ملا کرتے تھے۔ دو اخبارات کے پریس رپورٹر اور ایک روزنامہ اخبار کے ایڈیٹر بھی جلسہ میں موجود تھے رات سات بجے جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

مغرب و عشاء کی نمازوں کی ادائیگی اور کھانا تناول کرنے کے بعد رات بارہ بجے تک V.C.R کے ذریعہ لندن کانفرنس اور خانہ کعبہ کی V.C.O. ماکیسٹ دکھائی گئیں۔

اجتماعات

آل بنگال سالانہ کانفرنس کے مندرجہ بالا پروگرام کے ساتھ ساتھ آل بنگال خدام الاحمدیہ انصار اللہ اور اطفال الاحمدیہ کے مشترکہ سالانہ اجتماعات کی کارروائی بھی جاری رہی جن کی ابتداء مورخہ ۹/۴/۸۸ کو باجماعت نماز تہجد سے ہو چکی تھی۔ تینوں روز درس القرآن مکرم مولوی فاروق احمد صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ مکرم مولوی محمد یونس صاحب و مکرم مولوی مرزا عبدالقیوم صاحب معلمین وقف جدید نے تہجد کی نماز پڑھائی بعد نماز فجر تینوں روز مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب نے قرآن مجید کا، مکرم مولوی محمد یونس صاحب معلم نے حدیث شریف کا نیز مکرم مولوی غلام مرتضیٰ صاحب معلم مکرم روشن علی صاحب صدر جماعت بانسرہ اور مکرم نور احمد صاحب صدر جماعت گنگا رام پور نے ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درس دیا۔

مورخہ ۹/۴/۸۸ کو مجلس انصار اللہ کا عہد دہرانے کے بعد خدام، انصار اور اطفال کے علیحدہ علیحدہ علمی اور ورزشی مقابلے کرائے گئے۔ واضح رہے کہ اجتماع کمیٹی کی طرف سے ہمیشہ یہ پابندی کی جاتی ہے کہ کم بولوں میں وہی اراکین حصہ لے سکتے ہیں جنہوں نے تحریری امتحان اور کسی ہونہ کسی علمی مقابلہ میں حصہ لیا ہو۔ خدا کے فضل سے امسال ۹۵٪ اراکین نے علمی مقابلہ جات میں گہری دلچسپی سے حصہ لیا۔ مورخہ ۱۰/۴/۸۸ کو مکرم عبدالحمید صاحب مکرم قائد علاقائی کی اقتداء میں خدام الاحمدیہ کا عہد دہرانے کے بعد سہ مجالس کے علیحدہ علیحدہ تقریری، تحریری اور ورزشی مقابلے کرائے گئے۔

مورخہ ۱۱/۴/۸۸ کو خدام و انصار کے علیحدہ علیحدہ فی البدیہہ تقاریر کے مقابلوں کے بعد مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس میں تمام جماعتوں کے صدر صاحبان، معلمین اور عہدیداران نے شرکت کی۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد آئندہ سال کی کانفرنس کے انعقاد، رشتہ ناطہ، تبلیغی مساعی، صد سالہ جوبلی کے پروگراموں اور دیگر کئی اہم امور سے باہمی صلاح مشورہ کیا گیا۔ اور کثرت رائے سے بعض تجاویز منظور کی گئیں۔ محترم صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے آخر میں دعا کرائی۔

جلسہ تقسیم انعامات

مجلس شوریٰ کے بعد محترم ماسٹر مشرق علی صاحب کی زیر صدارت تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی۔ مکرم عبدالوکیل صاحب انسپکٹر تحریک جدید کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم قائد صاحب علاقائی نے اطفال الاحمدیہ و خدام الاحمدیہ کا عہد دہرایا۔ اور مکرم مولوی عبدالرحمان صاحب معلم وقف جدید نے نظم پڑھ کر سنائی۔ بعدہ مجلس اطفال الاحمدیہ کا دلچسپ .... کوئز کنٹیسٹ کرایا گیا۔ اس کے بعد صدر جلسہ مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب نائب امیر جماعت کلکتہ نے احباب جماعت کو تبلیغی میدان میں تیزی پیدا کرنے اور ایڈورڈ جلد ہجرہ نیز باشرح چندہ جات کی سو فیصد وصولی کی طرف توجہ دلائی۔ اور پھر محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری نے علمی اور ورزشی مقابلوں میں اول دوم اور سوم آنے والے انصار، خدام و اطفال میں انعامات تقسیم کئے۔ اجتماعی دعا کے ساتھ تقسیم انعامات کی یہ تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

نمائش و بک سٹال

مکرم طاہر الدین صاحب اعزازی سیکرٹری مالی مرشد آباد اور مکرم محب اللہ صاحب رکن مجلس خدام الاحمدیہ کرنگا لے اپنے ہمراہ بنگلہ زبان میں خوشخط لکھے ہوئے درجنوں پارٹس لائے تھے جلسہ گاہ میں آویزاں کئے گئے۔ یہ چارٹس اپنوں اور غیروں کی دلچسپی کا موجب رہے نیز جلسہ سیرۃ النبی اور جلسہ پیشوایان مذاہب کے موقعہ پر تبلیغی بک سٹال بھی لگایا گیا جس میں مفت لٹریچر تقسیم کے اور قریب ۵۰۰ روپے کی کتب فروخت ہوئیں۔ قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کانفرنس اور اجتماعات کے نیک اور دوررس نتائج برآمد فرمائے۔ آمین۔ اللّٰھمّ آمین۔

—◉—

"مسیح ہندوستان میں" کا تامل ترجمہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محققانہ تصنیف "مسیح ہندوستان میں" جس نے مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا تھا اور جس کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر کتابی عالم میں شائع ہو چکا ہے کا اب تامل زبان میں ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ مکرم محمد حسین صاحب آف میلاپالم نے کیا ہے اور اس پر خاکسار اور مکرم مولوی محمد ایوب صاحب نے نظر ثانی کی ہے۔ خوبصورت اور دیدہ زیب گیٹ اپ پر مشتمل اس کتاب کی قیمت صرف -/8 روپے رکھی گئی ہے۔ خواہشمند احباب مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ فرمائیں۔

MOHAMMADUMAR H.A I/C AHMADIYYA
MUSLIM MISSION
MADRAS - 600024

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ کلکتہ ۷۳

MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD
PHONE :- 275475
RESI :- 273903
CALCUTTA-700073

درخواست دعا

مکرم سید عبد المالک صاحب ڈگر (اڑیسہ) سے اپنی مالی پریشانیوں کے ازالہ کے لئے نیز چھوٹی بچی اور اہلیہ جو ذکر بیمار رہتی ہیں کی شفا نیز کاملہ عاجلہ اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

(سید شارق احمد قادیان)

AUTHORISED JEEP JOBBERS PARTS
AUTHORISED DISTRIBUTORS
AUTHORISED DEALERS

"AUTOCENTRE" :- تار کا پتہ
28-5222
28-1652
ٹیلیفون نمبرز:-

ہر قسم کی گاڑیوں۔ پٹرول و ڈیزل کار، ٹرک، بس، جیپ اور ٹریکٹر کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS,
16-MANGOE LANE, CALCUTTA-700001 - ۱۶ مینگو لین۔ کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج ۔ جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS
(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO-OP HOUSE SOCT
PLOT NO6. GROUND FLOOR, OLD CHAKALA
OPP CIGARETTE HOUSE ANDHERI (EAST),
BOMBAY-400099
PHONE { OFFICE :- 6348179
RESI :- 629389

الخیر کلہ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA PHONE-279203
CARDBOARD BOX MFG. CO
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF.
- CARDBOARD
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE, PRINTERS
15. PRINCEP STREET. CALCUTTA-700072.

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر: سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ:-

خورشید کمال مارکیٹ حیدری۔ نارتھ ناظم آباد۔ کراچی

فون نمبر:- ۴۲۹۲۴۴

"تقویٰ کا مقام بہت ہی عظیم الشان ہے"

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ)

AUTOWINGS
15, SANTHOME HIGH ROAD
MADRAS-600004

آٹو ونگس

PHONE { 76366
74350

ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکردہ: کرشن احمد، کوثر احمد ابنائے شیخ محمد یونس سٹ آسٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ بھدرک – ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر: 294

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے!"
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

SK. GHULAM HADI & BROTHERS, READYMADE GARMENTS DEALERS-
CHANDAN BAZAR BHADRAK. DISTT. BALASORE (ORISSA)

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین محمود اللہ)

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گرلز الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

الیکٹرک ریڈیو، ٹی۔وی، گھڑیاں، آڈیو ویڈیو اور سلائی مشینوں کی سیل اور سروس

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے!"
(کشتی نوح)

پیشکش:-
ROYAL AGENCY
PRINTERS BOOKSELLERS & EDUCATIONAL-SUPPLIERS
CANNANORE - 670001 - PHONE No 4498
HEAD OFFICE {P.O. PAYANGADI - 670303 (KERALA)

"پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے!"
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش:-
SAIRA Traders,
WHOL SALE DEALER IN HAWAI & P.V.C. CHAPPALS
SHOE MARKET. NAYAPUL, HYDERABAD-500002.
PHONE NO - 522860

"قرآن شریف پر چلنا ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم ص۲)

الائیڈ گلو پروڈکٹس
بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے
(پتہ)
نمبر ۲۲/۸/۲۲ بمقابل گاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدر آباد ۲۷ (آندھرا پردیش) فون نمبر ۴۲۹۱۶

"خدا کے ظہور کا دن وہی ہوتا ہے کہ جب ہماری جسمانی زندگی پر موت آوے۔"
(اسلامی اصول کی فلاسفی)

CALCUTTA-15

پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک و کینوس کے جوتے!